43

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 19۔ جون 2008

1۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

2۔ سرکاری کارروائی

سالانہ بجٹ برائے سال 09-2008 پر عام بحث کا آغاز

45

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا ساتواں اجلاس

جمعرات، 19-جون2008

(یوم الخمیس،14-جمادی الثانی1429ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 35 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

إِذَا وَقَعَتِ ٱلۡوَاقِعَةُ (١) لَيۡسَ لِوَقۡعَتِهَا كَاذِبَةٌ (٢) خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ (٣) إِذَا
رُجَّتِ ٱلۡأَرۡضُ رَجًّا (٤) وَبُسَّتِ ٱلۡجِبَالُ بَسًّا (٥) فَكَانَتۡ هَبَآءً مُّنۢبَثًّا (٦)
وَكُنتُمۡ أَزۡوَاجًا ثَلَـٰثَةً (٧) فَأَصۡحَـٰبُ ٱلۡمَيۡمَنَةِ مَآ أَصۡحَـٰبُ ٱلۡمَيۡمَنَةِ (٨)
وَأَصۡحَـٰبُ ٱلۡمَشۡـَٔمَةِ مَآ أَصۡحَـٰبُ ٱلۡمَشۡـَٔمَةِ (٩) وَٱلسَّـٰبِقُونَ ٱلسَّـٰبِقُونَ
(١٠) أُوْلَـٰٓئِكَ ٱلۡمُقَرَّبُونَ (١١)فِى جَنَّـٰتِ ٱلنَّعِيمِ (١٢)

سورۃ الواقعہ: آیات 1تا12

جب واقع ہونے والی واقع ہو جائے (۱) اس کے واقع ہونے میں کچھ جھوٹ نہیں (۲) کسی کو پست کرے کسی کو بلند (۳) جب زمین بھونچال سے لرزنے لگے (۴) اور پہاڑ ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو جائیں (۵) پھر غبار ہو کر اڑنے لگیں (۶) اور تم لوگ تین قسم ہو جاؤ (۷) تو داہنے ہاتھ والے (سبحان اللہ) داہنے ہاتھ والے کیا (ہی چین میں) ہیں (۸) اور بائیں ہاتھ والے (افسوس) بائیں ہاتھ والے کیا (گرفتار عذاب) ہیں (۹) اور جو آگے بڑھنے والے ہیں (ان کا کیا کہنا) وہ آگے ہی بڑھنے والے ہیں (۱۰) وہی (خدا کے) مقرب ہیں (۱۱) نعمت کی بہشتوں میں (۱۲)

وما علینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ والہ وسلم قاری سید صداقت علی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

ایسا کوئی محبوب نہ ہو گا نہ کہیں ہے
بیٹھا ہے چٹائی پر مگر عرش نشیں ہے
ہر اِک کو میسر کہاں اُس در کی غلامی
اُس در کا تو دربان بھی جبریل امیں ہے
رکتے ہیں یہیں آ کے قدم اہل نظر کے
اس کوچے سے آگے نہ زماں ہے نہ زمیں ہے

پوائنٹ آف آرڈر

جناب احمد حسین ڈاہر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

سالانہ بجٹ 09-2008 میں دیئے گئے ٹوٹل حجم کی درستی

جناب احمد حسین ڈاہر: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر ریکارڈ کی درستی کے حوالے سے ہے۔ انہوں نے بجٹ کا ٹوٹل حجم 3۔ارب 89 کروڑ روپے show کیا ہے جبکہ بجٹ کی اصل صورتحال 256۔ارب 94 کروڑ روپے جاری اخراجات ہیں اور 160۔ارب روپے ترقیاتی فنڈز ہیں۔ اس بجٹ کا ٹوٹل حجم 4 کھرب 16۔ارب اور 94 کروڑ روپے ہے، لہذا یہ ریکارڈ کی درستی کر لی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر خزانہ صاحب!

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! ہمارے معزز ایم۔پی۔اے صاحب نے جو کہا یہ درست ہے۔ یہ بجٹ کا حجم صحیح بتا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: ریکارڈ کی درستی کی جائے۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اس ہاؤس کی روایت ہے کہ جب بھی اپوزیشن بائیکاٹ کرتی ہے تو ان کو منانے کے لئے جناب سپیکر ایک وفد بھیجتے ہیں۔ میری آپ سے التجا ہے کہ مجھے اس وفد میں نہ شامل کیجئے گا کیونکہ میں ان لوٹوں اور لٹیروں کو منانے کے لئے جانے کو تیار نہیں ہوں۔ چودھری ظہیر الدین جو اپوزیشن لیڈر بننا چاہتے ہیں انہوں نے سی اینڈ ڈبلیو میں اربوں روپے کی کرپشن کی ہے اور اب جب ہم نے ان کے احتساب کی بات کی ہے تو وہ چاہتے ہیں کہ میں اپوزیشن لیڈر بن کر اس احتساب سے بچ جاؤں، نہ وہ اپوزیشن لیڈر بن سکتے ہیں کیونکہ لوگ ان کے ساتھ نہیں۔ عوام نے 18 تاریخ کو فیصلہ دے دیا ہے کہ اس صوبے کے عوام (ق) لیگ کے ساتھ نہیں ہیں۔ یہ لٹیروں اور ڈاکوؤں کا گروہ تھا اور آج یہ احتساب سے بچنے کے لئے ڈرامے کر رہے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ اپوزیشن لیڈر بن کر محکمہ سی اینڈ ڈبلیو میں کی گئی اربوں روپے کی کرپشن کو چھپا سکیں۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! آپ کو تقریر کے بہت مواقع ملیں گے۔ اتنا زیادہ تیز نہ ہوں۔ گزارش یہ ہے کہ جو ممبر ہاؤس میں موجود نہ ہو میرے خیال میں اس پر criticize کرنا مناسب نہیں۔ جب وہ آئیں گے تو criticize کیجئے گا، اس کا جواب وہ بھی دیں گے۔ جب وہ سامنے بیٹھے ہوں تو آپ کے لئے بھی مناسب ہوگا۔ میں نے آپ کی بات پہلے سنی ہے۔ پہلی بات آپ نے یہ فرمائی ہے کہ اپوزیشن کو منانے کے لئے وفد جاتے ہیں، بھیجنا چاہیے تو میں بھیج رہا ہوں۔ اس کے بعد اگر وہ یہاں تشریف لائیں گے تو ان کی موجودگی میں آپ بات کر لیجئے گا۔ میں آج کے وفد میں ندیم کامران صاحب، کامران مائیکل صاحب، حاجی اسحاق صاحب، مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب اور ایک محترمہ نیلم جبار صاحبہ کو بھیج رہا ہوں۔ یہ ان سے بات کرتے ہیں۔ meanwhile اگر کوئی پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہے تو کر لیتے ہیں۔

وزیر مال و بحالیات (حاجی محمد اسحاق): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، حاجی صاحب!

وزیر مال و بحالیات (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! ہم انہیں منانے کے لئے جا رہے ہیں لیکن ایک فیصلہ آپ نے بھی کرنا ہے۔ جو لوگ اجلاس میں نہیں آتے وہ ان مراعات کے کبھی بھی حق دار نہیں ہو سکتے۔ شکریہ

جناب سپیکر: راؤ کاشف صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بڑی دیر سے کھڑے ہیں۔ان کی بات سن لیں۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میں آپ سے request کرنا چاہتا ہوں کہ session کا time تبدیل کیا جائے کیونکہ حلقے کے لوگوں کے کام ہوتے ہیں۔ چار ماہ سے session time پر کبھی شروع نہیں ہوا۔ میری آپ سے یہ request ہے کہ session second time شروع کیا جائے تاکہ حلقے سے آنے والے لوگوں کے مسائل حل کئے جا سکیں۔ شکریہ جی۔

تعزیت

سابق رکن اسمبلی چودھری اختر علی وریو کی وفات پر دعائے مغفرت

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! چودھری اختر وریو صاحب وفات پا گئے ہیں وہ اس House کے معزز ممبر رہے ہیں ان کے لئے فاتحہ خوانی کی جائے۔

جناب سپیکر: چودھری اختر علی وریو صاحب اس House کے معزز ممبر تھے ان کی وفات ہو چکی ہے ان کے لئے فاتحہ خوانی کی جائے۔(اس مرحلے پر فاتحہ خوانی کی گئی)

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اس House کی روایت ہے کہ جب کوئی کمیٹی اپوزیشن کو منانے کے لئے باہر جاتی ہے تو اس دوران کارروائی چلتی رہتی ہے۔ آپ ہر دفعہ House کی کارروائی روکتے ہیں۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ کارروائی کبھی بھی نہیں روکی گئی۔ میری دوسری گزارش یہ ہے کہ ہم نے، پنجاب حکومت نے اور میاں محمد شہباز شریف نے یہ فیصلہ کیا ہے اور جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ ہمارے پاس معزز ممبران کی رہائش کے لئے کمرہ جات بہت کم ہیں۔ جب تک ہم نئے کمرے نہیں بناتے تو ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ جو ممبران ہم سے رہائش نہ لے سکیں اور وہ رہائش لینا چاہیں تو وہ کسی بھی three star hotel میں کمرہ لیں۔ اس کے تمام اخراجات پنجاب اسمبلی ادا کرے گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

پوائنٹ آف آرڈر
معزز اراکین اسمبلی کو استحقاق کے مطابق
مراعات دینے کا مطالبہ

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! سینئر منسٹر صاحب بھی 1993 سے آ رہے ہیں۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ایم۔پی۔اے کا order of precedent کیا ہے؟ Order of precedent کے تحت he is entitled for the five star hotel آپ ایک سیکرٹری کو five star hotel کی سہولت دیتے ہیں۔

Why you reduce that members of the parliament who are creator of the law. Who are not executioner of the law. They are the officers who are the public servant, he is an executioner of the law, Who are creator of the law. Those who made the country. Those who made the law. To whom you have bound to execute. You are giving them five star and to us three star. That is not acceptable, sir, to correct and should give the members five star. Thank you very much.

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! محترم شاہ صاحب نے بالکل ٹھیک کہا ہے لیکن آپ کے علم میں ہے کہ اس وقت پنجاب حکومت ہر طرف بچت کی مہم چلا رہی ہے۔ ہم نے اپنے منتخب نمائندوں سے اس مہم کا آغاز کیا ہے۔ ہم کوئی ایسی مثال قائم نہیں کرنا چاہتے بلکہ وزراء کو رہائش کے لئے جو پیسے ملتے تھے ہم نے ان پر بھی پابندی لگائی ہے۔ ممبران اسمبلی کے لئے five star hotel کی سہولت ان کا واقعی حق ہے لیکن ہم نے پنجاب کے عوام کو ایک پیغام دینے کے لئے یہ اقدام کیا ہے کہ ہم یہ شاہ خرچیاں نہ کریں اور اس صوبے میں ہم نے جو بچت اور discipline کی مہم چلائی ہے یہ اس میں سے ایک ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! سیکرٹری اسمبلی بیٹھے ہیں۔ آپ ان سے پوچھیں کہ order of precedent کیا ہے؟ Order of precedent یہ ہے کہ:

Prime Minister bands the Chairman of the Senate. And after this, the Speaker bands the member of the Ministers. So in the province, here come the governor, the chief, then the cabinet and then there are the members of the parliament, the judges of the high court, and the general. They sit behind him not equal to him. They are not equal to him. Therefore, I say to you that I want your ruling on the precedent. We shall not take behind from our privilege. Decide according to the order of the precedent and the senior minister should read the order of the precedent.

اس لئے میں نے آپ سے یہ کہا ہے کہ order of precedent کے بارے میں سیکرٹری سے پوچھ لیں۔ I want your ruling آپ اس پر ruling دیں، ہم اپنے privileges سے پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ آپ order of precedent کے مطابق فیصلہ کریں اور سینئر منسٹر کو order of precedent پڑھنا چاہیے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: تمام حضرات سے گزارش ہے کہ آپ تشریف رکھیں اور مجھے بات کرنے دیں۔ مجھے پوائنٹ آف آرڈر کا جواب دینے دیں۔ مجھے ان کی بات کا جواب دینے دیں۔ اگر بات نامکمل ہو گی تو پھر آپ بات کر لیجئے گا۔ جہاں تک شاہ صاحب کی بات ہے، وہ استحقاق کی بات ہے۔ ان کی بات درست ہے۔ اب آپ کے جو پارلیمنٹیرین ساتھی ہیں، آپ کی جو حکومت ہے انہوں نے مل بیٹھ کر یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم سادگی کو اپنائیں گے۔ انہوں نے جو تجویز آپ کو دی ہے آپ کا استحقاق اپنی جگہ پر درست ہے لیکن جو تجویز اس ہاؤس کے معزز ممبران نے دی ہے میرے خیال میں وہ کوئی نامعقول تجویز

نہیں ہے۔آپ نے ایک نمونہ بن کر قوم کو دکھانا ہے۔ میرے خیال میں شاہ جی! آپ بھی اس معاملے میں تھوڑی سی نرمی اختیار کریں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! گورنمنٹ کی پالیسی rectified by this Assembly آپ اس اسمبلی کے ممبران سے پوچھ لیں، یہ one star میں رہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں نے ہوٹل میں نہیں رہنا اللہ کی مہربانی سے میرا اپنا گھر ہے مگر جو استحقاق کی بات ہے تو حقوق اسی کے ہوتے ہیں جو حقوق کا تحفظ کر سکے، عزت دار بھی وہی ہوتا ہے جو اپنی عزت کا تحفظ کر سکے۔ میں نے 32 سال اپوزیشن میں گزارے ہیں۔ ہم اپنے حقوق کا تحفظ کرنا جانتے ہیں۔ ہم اپنے حقوق سے قطعاً دستبردار نہیں ہوں گے۔ہاں اگر یہ ہاؤس فیصلہ کر دے کہ یہ three star کی بجائے one star میں رہیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ You put this question to the House گورنمنٹ کی کوئی بھی پالیسی اس وقت تک implement نہیں ہوتی جب تک یہ ہاؤس اس کی approval نہ دے۔ اس ہاؤس سے آپ پوچھ لیں اگر ہاؤس اس کی اجازت دیتا ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ I will surrender اور یہی جمہوریت کی روح ہے۔

جناب افتخار احمد خان بلوچ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، جناب افتخار احمد خان بلوچ!

جناب افتخار احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! ہمارے محترم بھائی راجہ ریاض صاحب نے جو سادگی کی بات کی ہے۔ ہم ان سے اتفاق کرتے ہیں۔ میری تجویز ہے کہ ایسا کر لیں کہ سپیکر اور ڈپٹی سپیکر ایک کوٹھی لے لیں اور وزراء بھی دو دو مل کر رہ لیں شاید ہماری بھی جگہ بن جائے گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: آپ کا پوائنٹ آف آرڈر غلط ہے۔ جی، بسرا صاحب!

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آج بجٹ اجلاس ہے۔ اس اہم اجلاس میں ہم رہائشوں کے چکر میں پڑ گئے ہیں۔ جب ہمیں یہ کہہ دیا گیا ہے کہ ہماری رہائش کا بندوبست ہو گیا ہے۔ آج بجٹ اجلاس ہے اور یہ بہت اہم اجلاس ہے اس میں بجٹ پر بات نہیں ہو رہی اور irrelevant گفتگو شروع ہو گئی ہے جب یہ بات ہو گئی ہے کہ ہماری رہائش کا بندوبست ہو گیا ہے تو

میں گزارش کروں گا کہ اصل موضوع کی طرف واپس آئیں، اصل subject کی طرف واپس آئیں، پورا صوبہ پنجاب ہماری طرف دیکھ رہا ہے۔ ہمیں پنجاب کے بجٹ پر بات کرنا چاہیے۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ہونا چاہیے۔ تقریر کریں گے تو میں اس کی اجازت نہیں دوں گا۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! تاریخ بتاتی ہے کہ جو قومیں اپنی عزت نفس کو دبالیتی ہیں وہ قومیں کبھی ترقی نہیں کرتیں۔ ہم لوگ پنجاب کے آٹھ کروڑ عوام کے منتخب نمائندے ہیں۔ ہمیں آٹھ کروڑ عوام نے عزت دے کر یہاں پر بھجوایا ہے جب عزت دے کر بھجوایا ہے تو order of priority میں جس وقت ہمیں government servant سے نیچے لایا جائے گا تو یہ آٹھ کروڑ عوام کی توہین ہوگی۔ اس وقت آپ دیکھیں کہ عزت دی جارہی ہے یا عزت لی جارہی ہے۔ اس کو دیکھتے ہوئے اس ایوان کی عزت کو دوبالا کریں اور اس ایوان کے معزز اراکین کی عزت کو دوبالا کریں۔ اس کو کبھی نیچے نہ لائیں۔ جب قومیں نیچے لے آتی ہیں تو اس وقت تباہی ہوئی ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ اس کو دوبارہ review کیا جائے۔ شکریہ

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل صاحب!

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میری تجویز یہ ہے کہ پچھلی دفعہ جب ہم ایم۔این۔اے بن کر گئے تھے تو lodges میں ہمیں کمرے نہیں مل رہے تھے تو اس وقت ہمیں پنجاب ہاؤس میں اور سندھ سے ایم۔این۔ایز کو سندھ ہاؤس میں accommodate کیا گیا تھا۔

جناب سپیکر: پلیز خاموشی اختیار کریں۔ معزز رکن بول رہے ہیں ان کو سنیں۔ میں تمام ممبران سے کہوں گا کہ پلیز تشریف رکھیں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میری یہ تجویز ہے کہ یہاں پر جو Federal lodges مرکزی گورنمنٹ کے ہیں یا جو مرکزی گورنمنٹ کے دفاتر ہیں وہاں پر کمرے خالی ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا privilege بھی maintain رہے، سادگی کی مہم بھی چلے اور مرکزی حکومت سے request کی جائے کہ Federal lodges میں رہائش دیں اور واپڈا کا بھی یہاں پر بہت اچھا Rest

House ہے وہاں پر بھی آپ ٹھہرا سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ چنبہ ہاؤس بھی ہمارا ہے اسے بھی خالی کروایا جائے۔ کل تک ہم یہ کہتے تھے کہ یہاں پر آمریت کی حکومت ہے لیکن آج تو عوامی حکومت ہے لہذا وہاں سے خالی کروایا جائے۔

جناب سپیکر: جی، تشریف رکھیں۔

جناب شاہان ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب شاہان ملک: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے پوائنٹ آف آرڈر پر بولنے کا موقع دیا۔ میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ اس issue پر تمام دلائل تقریباً آپ کے سامنے آ گئے ہیں۔ ابھی آپ نے اسمبلی کے باہر ان so-called ناراض اور so-called احتجاج والوں کو منانے کے لئے ایک delegation بھیجا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ احتجاج اور بائیکاٹ اس طرح سے نہیں ہوا کرتا۔ اگر آپ نیچے سے آتے ہوئے غور فرماتے تو ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے picnic کا سماں ہے، وہاں پر کولر بھی لگے ہوئے ہیں، شامیانے بھی لگے ہوئے ہیں، صوفے بھی لگے ہوئے ہیں اور مزے کی بات یہ ہے کہ وہاں پر آئی کیمپ بھی لگا ہوا ہے۔ میری آپ کی وساطت سے گزارش ہے کہ وہاں پر ایک psychiatric camp بھی لگوا دیں، شاید چیک اپ سے کچھ ازالہ ہو جائے۔ شکریہ

سردار شیر علی خان گورچانی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، گورچانی صاحب!

تحصیل جام پور میں داجل کینال پر نصب لفٹ پمپوں کا آپریشن

سردار شیر علی خان گورچانی: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ہمارا مسئلہ رہائش نہیں ہے اور نہ ہی کمروں کا ہے۔ میرے اور میرے کزن کے حلقے میں داجل کینال پر آج سے پندرہ بیس سال پہلے کے lift pump لگے ہوئے ہیں، وہاں پر ایک S.E صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، سابقہ فنانس منسٹر صاحب کے کہنے پر پولیس، رینجرز اور ڈی۔ پی۔ او کو ساتھ لے کر انہوں نے تین دن سے آپریشن شروع کیا ہوا ہے۔ تین مہینے پہلے ان کو پانی دیا گیا ہے، انہوں نے وہاں اپنی فصل اگائی ہے اور جب ان کی چھوٹی

فصل ہو گئی ہے تو اب وہاں پر آپریشن شروع کیا جا رہا ہے اور جان بوجھ کر ایسا کیا جا رہا ہے۔ یہ بہت بڑا ظلم ہے۔

سردار اطہر حسن خان گورچانی: جناب سپیکر! اس کے علاوہ انہوں نے جو lift pump رکھے ہوئے ہیں وہ کچھی کینال میں regularize کر دیئے ہوئے ہیں لیکن اس کے باوجود وہ ناجائز حرکتیں کی جا رہی ہیں۔ ہماری درخواست ہے کہ ان کو suspend کیا جائے۔

سردار شیر علی خان گورچانی: جناب سپیکر! ڈیرہ غازی خان Indus River سے لے کر کہیں بھی آپریشن نہیں ہو رہا صرف اور صرف ہمارے حلقوں میں ہی آپریشن کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: راجہ ریاض صاحب نے آپ کی بات سن لی ہے، ابھی وہ اس کا جواب دیں گے۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! جب میں ہاؤس میں آیا ہوں تو میرے معزز بھائی یہ بات میرے علم میں لائے ہیں اور میں ان کا مشکور ہوں۔ اگر کسی S.E نے اس قسم کی کوئی غیر قانونی حرکت کی ہے تو میں ابھی جا کر اس کی انکوائری کرواتا ہوں اور اگر کوئی اس قسم کی حرکت کی گئی ہے کہ موجودہ حکومت کو ناکام کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے یا جو پرانے لوگ تھے ان کے کہنے پر اس حکومت کے اقدامات میں خلل ڈالا جا رہا ہو گا تو میں اس ہاؤس اور اپنے بھائیوں کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ انکوائری کے بعد اس S.E کو سزا ملے گی اور وہ بچ نہیں سکے گا۔

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ فرمائیں!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں آپ کے علم میں لانا چاہتی ہوں کہ اس ہاؤس میں وزیر اعلیٰ صاحب نے نئی بلڈنگ 8۔ کلب وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کو آئی۔ ٹی یونیورسٹی بنانے کا اعلان کیا ہے تو جب تک وہ آئی۔ ٹی یونیورسٹی نہیں بنتی، اگر ہم اس کو ہاسٹل بنا لیں تو بہتر رہے گا، اس سے accommodation کا مسئلہ بھی حل ہو گا اور کچھ 42 کمرے ہیں ان میں خواتین بھی adjust ہو جائیں گی، بجائے اس کے کہ خواتین ہوٹلوں میں رہیں۔

مخدوم سید احمد محمود: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: مخدوم صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ محترمہ، اب آپ تشریف رکھیں۔ جی، مخدوم صاحب!

اجلاس کا بروقت انعقاد

مخدوم سید احمد محمود: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ آج بجٹ اجلاس کا وہ اہم ترین دن ہے جب بجٹ کے اوپر open debate ہوتی ہے۔ اجلاس کا 11 بجے کا ٹائم تھا اور شاید 11 بج کر 40 منٹ پر تلاوت شروع ہوئی ہے۔ ایک تو میری مؤدبانہ گزارش ہے کہ اس صوبے کا، ملک کا اور ہمارے ٹائم کا آپ خیال رکھیں۔ جب بھی اجلاس بلائیں تو آپ اپنی کرسی پر ٹائم پر آ جایا کریں اور تلاوت کروالیا کریں، ہم طے کر لیں گے اور انشاء اللہ کورم پوائنٹ آؤٹ کوئی بھی نہیں کرے گا۔ دوسرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ آپ ممبران کو یہ ضرور بتائیں کہ یہ بجٹ اجلاس ایک ایسا اجلاس ہوتا ہے جس میں ممبران اپنی باری آنے پر جو مرضی چاہے بات کر سکتا ہے۔ باقی تمام اسمبلی کی جو کارروائی ہے وہ ایک fowl wall کے اندر ہے اور ایک confined کارروائی ہے۔ بجٹ اجلاس واحد اجلاس ہے جس میں ممبر اپنی مرضی سے بول سکتا ہے۔ چاہے اپنے حلقے کے بارے میں، ملک کی سیاست کے بارے میں، عوام کی پریشانیوں کے بارے میں یا بجٹ کے بارے میں، وہ یہاں پر اس کا اظہار خیال کر سکتا ہے۔ لیکن میں حیران ہوں کہ پچھلے ایک گھنٹے سے ہم یہاں پر کھڑے ہو کر three star اور five star کی باتیں کر رہے ہیں اور عوام ہماری یہ حرکتیں بڑے غور سے دیکھ رہی ہے۔ عوام بہت زیادہ پریشان ہے، اس کے ہاتھ میں روٹی نہیں ہے، law and order ہے نہیں، judiciary اس ملک میں ہے نہیں اور ہم یہاں بیٹھے three and five star کی باتیں کر رہے ہیں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ ایک کمیٹی (ق) لیگ کو منانے کے لئے ہمیشہ بھیجتے ہیں لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ (ق) لیگ بطور پارٹی ختم ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر: مخدوم صاحب! آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں اور اس کو ختم کریں کیونکہ یہ مناسب نہیں ہے۔

مخدوم سید احمد محمود: جناب والا! میری آپ سے صرف اتنی گزارش ہے۔۔۔۔

SYED NAZIM HUSSAIN SHAH: Point of explanation!

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

سید ناظم حسین شاہ: لیکن یہ اپنی بات correct کریں۔

جناب سپیکر: پلیز تشریف رکھیں۔ آپ کس کو address کر رہے ہیں، میں نے آپ کو ابھی floor نہیں دیا ہے پلیز تشریف رکھیں اور ان سے cross talk مت کریں۔

سید ناظم حسین شاہ: میں نے order of precedent پر بات کی ہے and I am on point of personal explanation.

جناب سپیکر: میں نے وہ بات کر لی ہے اور میں اس کو clear کر چکا ہوں۔ اس کو دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: ہم اپنی بات کریں گے چاہے وہ کسی کو پسند ہو یا نہ ہو۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ اتنے سینئر پارلیمنٹیرین ہیں۔ ایک معزز رکن جب پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہا ہو تو آپ کو خود بخود سوچنا چاہیے .Let him finish his work

مخدوم سید احمد محمود: جناب والا! میں معذرت خواہ ہوں کہ اگر میری بات سے ناظم شاہ صاحب یا کسی اور معزز رکن کا دل دکھا ہے۔ میرا مقصد precedent یا privileges کو discuss کرنا نہیں ہے۔ میرا مقصد یہ ہے کہ یہاں پر وقت ضائع نہ کریں۔ یہ بجٹ اجلاس ہے۔ آپ ہر اجلاس میں مہربانی کرتے ہیں اور ہر اجلاس میں (ق) لیگ والوں کو لانے کے لئے وفد بھیجتے ہیں، ضرور بھیجا کریں یہ ایک اچھی روایت ہے کیونکہ یہاں پر اپوزیشن کو ہونا چاہئے لیکن وہ ایک جماعت کی حیثیت سے کام نہیں کر رہی۔ strategy یہ ہونی چاہئے کہ (ق) لیگ کے جو معزز اراکین بائیکاٹ کا حصہ نہیں بننا چاہتے ان کو لا کر آپ ہاؤس میں بٹھا دیں اور جو بائیکاٹ کرنا چاہتے ہیں کرتے رہیں۔

جناب سپیکر: ابھی تو باہر ہیں، جب وہ آئیں گے تو ان کا پھر فیصلہ کریں گے۔

مخدوم سید احمد محمود: جناب سپیکر! آپ میری گزارش سن لیں کہ مہربانی فرما کر چونکہ یہاں پر وزیر خزانہ صاحب بھی تشریف فرما ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: میں رولز کے مطابق چل رہا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں ایجنڈے سے ہٹ کر بات نہیں کر رہا۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ جیسا کہ میرے بھائی نے یہاں پر فرمایا ہے کہ یہاں روایت ہے کہ جب بھی کوئی کمیٹی اپوزیشن کو بلانے کے لئے جاتی ہے جس وقت تلاوت شروع ہوتی ہے اس کے بعد ہاؤس کی کارروائی نہیں روکی جاتی۔ بے شک یہ آپ کا discretion ہے اور آپ کے پاس لامحدود پاورز ہیں کہ آپ جس طریقے سے بھی ہاؤس کو چلائیں۔ میری یہ تجویز ہے کہ کمیٹی چاہے ایک گھنٹہ لگا کر آئے، دو گھنٹے لگا کر آئے وہ جو بھی بات ہوگی آکر یہاں عرض کر دیں گے۔ میری یہ عرض ہے کہ آپ ہاؤس کی کارروائی کو چلائیں۔

جناب سپیکر: ہم نے کب کارروائی روکی ہے۔ آپ کے بات بات پر پوائنٹ آف آرڈرز آ رہے ہیں کارروائی تو آپ آگے نہیں بڑھنے دے رہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! آپ نے ہمیں اپوزیشن کے لوگوں کو منا کر ہاؤس میں لانے کے لئے بھیجا تھا اور آج جو آپ کی کمیٹی گئی ہم نے ان سے کافی detail میں بات کی۔ انہیں ہم نے کہا کہ آپ کو پنجاب کے عوام نے اس لئے منتخب نہیں کیا کہ آپ یہاں باہر کیمپ لگائیں اور وہاں پر بیٹھیں۔ آپ آئیں کیونکہ بجٹ ایک اہم issue ہوتا ہے۔ آپ بجٹ کی بحث میں آکر حصہ لیں اور اپنی رائے ایوان میں دیں۔ ہمارے ہر طرح سے ان کو کہنے کے باوجود بھی وہ آنے کے لئے تیار نہیں۔ ہمیں یہ محسوس ہوا ہے کہ انہیں پیچھے سے ہدایات ہیں شاید ایوان صدر سے ان کو ہدایات ہیں کہ انہوں نے ہاؤس میں نہیں آنا۔ ہم جو پانچ وزراء گئے تھے ہم نے ہر لحاظ سے کوشش کی ہے اور آج ہم نے ان کی باقاعدہ منتیں تک کی ہیں اور ہر طرح سے درخواست کی ہے کہ وہ ہاؤس میں آئیں اور آکر اپوزیشن کا کردار ادا کریں۔ مگر شاید باہر میڈیا کوریج بھی زیادہ ملتی ہے میں یہاں پر یہ کہنا چاہوں گا کہ پنجاب کے عوام دیکھ رہے ہیں کہ ان کا رول کیا ہے۔

جناب سپیکر! آخر میں ان سے ہماری یہ بات ہوئی ہے اور وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ اگر آپ ان کو بلائیں گے تو وہ آپ سے بیٹھ کر مذاکرات کرنے کو تیار ہیں۔ آج کی کمیٹی کا break through یہ ہے کہ وہ آپ سے بیٹھ کر مذاکرات کرنے کو تیار ہیں اور اس کے لئے ہم نے ان سے یہ کہا ہے کہ ہم پانچ وزراء on behalf of the Orders of the Speaker آئے ہیں۔ آپ ہمارے ساتھ چار پانچ لوگوں کا وفد بھیجیں یا سارے آئیں اور سپیکر صاحب کے چیمبر میں بیٹھیں اور سپیکر صاحب آپ کی بات سن لیتے ہیں۔ وہ اس بات کے لئے تیار

ہیں اگر آپ ان کو چیمبر میں بلائیں گے تو وہ آپ کے پاس آنے کو تیار ہیں مگر ہمارے کہنے پر وہ نہیں آ رہے ہیں۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ملتان میں ایک انتہائی افسوسناک واقعہ پیش آیا ہے وہ یہ کہ وہاں پر "اپنا" ٹی وی اور "کوک" ٹی۔وی کے دفاتر پر حملہ ہوا ہے اور اسی طرح اسلام آباد جاتے ہوئے کچھ صحافیوں سے کیمرے چھینے گئے ہیں۔ میں اپنے صحافی بھائیوں کو اس ہاؤس کی وساطت سے یہ یقین دلاتا ہوں کہ اس پر پورا ایکشن لیا جائے گا اور جو لوگ اس میں ملوث ہوں گے ان کے ساتھ کسی قسم کی کوئی رعایت نہیں برتی جائے گی اور اس بارے میں پہلے بھی ہم نے احکامات جاری کئے ہیں اور مزید بھی میں ان کی خود نگرانی کروں گا۔ شکریہ

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہ رہا ہوں کہ آج بھی اگر آپ ان کو اپنے چیمبر میں بلالیں تو ان کی تعداد بیس پچیس سے زیادہ نہیں ہوگی۔

جناب سپیکر: اب اسمبلی کا بزنس چھوڑ کر تو نہیں جایا جائے گا مناسب یہی ہے کہ اجلاس کے بعد میں ان سے ملتا ہوں۔

محترمہ مائزہ حمید: پوائنٹ آف آرڈر۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: جی نہیں۔ میرے خیال میں اب ہمیں کام شروع کرنا چاہئے۔ اب ہم تحاریک استحقاقات کو لیتے ہیں۔ محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ کی تحریک استحقاق تھی انہوں نے کہا ہے کہ اس تحریک کو pending کیا جائے تو اس کو کل تک کے لئے pending کرتے ہیں۔ اگلی تحریک سعید اکبر نوانی صاحب کی طرف سے ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میری تجویز ہے کہ آپ پندرہ منٹ کے لئے ہاؤس adjourn کر کے اپوزیشن کو بلالیں کیونکہ اس میں بدنامی حکومت کی ہو رہی ہے اور کسی کی نہیں ہو رہی۔ اس لئے آپ کے اوپر بھی یہ ہے آپ سپیکر ہیں!

You are custodian of the House; they are members of this House

اس لئے میری یہ تجویز ہے کہ آپ اس پر غور کریں۔ دس پندرہ منٹ کے لئے ہاؤس adjourn کر کے ان کو بلالیں۔ تاکہ یہ مسئلہ حل ہو جائے۔ ورنہ پھر یہ آپ کے اوپر آئے گا کہ منسٹر صاحب نے تجویز دی اور آپ نے اس پر عملدرآمد نہیں کیا۔

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری تجویز یہ ہے کہ ڈپٹی سپیکر صاحب یا پینل آف چیئرمین میں سے کوئی بیٹھ جائے اور ہاؤس کی کارروائی جاری رہے۔ آپ دس پندرہ منٹ کے لئے ان کی بات سن لیں۔ بزنس چلتا رہے۔ ان کی بات سننے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

آر۔ پی۔ او فیصل آباد کا معزز رکن اسمبلی سے فون پر بات کرنے سے گریز ----(جاری)

جناب سپیکر: جیسا کہ آپ سب نے سنا ہے کہ ہم تحاریک استحقاقات لے رہے ہیں اور سعید اکبر نوانی صاحب کی تحریک ہے اس کو انہوں نے پڑھا ہوا ہے اور اس کا جواب کامران مائیکل صاحب دینا چاہتے ہیں۔ ان کا جواب سن لیا جائے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتیں (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! چونکہ ابھی اس کا جواب محکمہ کی طرف سے موصول نہیں ہوا۔ میں چاہوں گا کہ اس کو ایک ہفتہ کے لئے pending کر لیا جائے کیونکہ ہمارے وزیر قانون الیکشن لڑنے گئے ہیں اور جیسے ہی وہ آتے ہیں اس کے بعد اس کو take up کر لیا جائے گا۔

جناب سپیکر: خان صاحب! ان کی بات بھی جائز ہے کہ ابھی محکمہ کا جواب نہیں آیا ہے ہم اس کو pending کر دیتے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! آپ ہمیں بات کرنے کا موقع تو دیں۔ میں نے یہ تحریک پڑھ دی تھی اس کا جواب آنا تھا اب یہ ہاؤس کی پراپرٹی ہے۔ اس دن وزیر قانون صاحب نے فرمایا کہ مجھے اس کے admission پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ مجھے حیرانگی ہے کہ ایک وزیر صاحب پچھلے تین ہفتوں سے یہی فرما رہے ہیں اور متعلقہ محکمہ ان کو جواب ہی نہیں دیتا تو اس میں میرا اور اس ہاؤس کا کیا قصور ہے؟ جناب والا! میری گزارش ہے کہ ویسے بھی وزیر صاحبان اور خاص طور پر آپ کو کبھی بھی تحریک استحقاق پر بات کرنی ہی نہیں چاہئے کیونکہ اس ہاؤس کا ایک ہی فورم ہے کہ جہاں کوئی بھی ممبر اپنی کسی بھی بات کو agitate کر سکتا ہے اس کے علاوہ کوئی فورم نہیں ہے اور rules and procedure میں کوئی ایسی بات نہیں ہے اور میں نے یہاں پچھلے 24 سال سے اس ہاؤس میں دیکھا ہے کہ اس بات کو سپیکر سب سے زیادہ support کرتا ہے۔ میں نے یہ بھی دیکھا ہے کہ اپوزیشن ممبران کی تحاریک استحقاق حکومت کی مخالفت کے باوجود سپیکر ان کو admit کر کے اسے کمیٹی میں بھیجتے رہے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! مجھے اس بات پر سخت اعتراض ہے کہ تین ہفتے گزرنے کے بعد بھی حکومت کے متعلقہ وزیر کو متعلقہ محکمہ نے جواب ہی نہیں بھیجا۔ مجھے آپ سے یہی گزارش کرنی ہے کہ آپ اسی بات کو precedent بناتے ہوئے کہ اگر یہ لوگ اس بات کو وزن نہیں دیتے تو آپ ہماری بات کو وزن دیں اور اس کو admit کر کے کمیٹی کو بھجوائیں اور میں یہ بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ کمیٹی نے اسے پھانسی نہیں لگا دینی بلکہ کمیٹی بھی ہر بات کی انکوائری کرتی ہے۔ کمیٹی میری بات بھی سنے گی اور اس کو بھی پورا موقع ملے گا اور پھر کمیٹی کے ممبران انصاف پر فیصلہ کریں گے کیونکہ کمیٹی کا کام انکوائری کرنا ہے، اس کا فوری جزا و سزا دینا کام نہیں ہے۔

جناب سپیکر! یہ ہاؤس پر binding نہیں ہے کہ اگر متعلقہ محکمہ جواب نہیں بھیجتا تو یہ ہاؤس اس کا انتظار کرتا رہے اور ممبر اس کے انتظار میں رہیں کہ جب متعلقہ محکمہ اور ان کے افسران کا موڈ ہو گا تو وہ جواب دیں گے، ہم اس کے جواب کے قطعاً پابند نہیں ہیں۔ آپ custodian of the House ہیں اور آپ اس بات کی پابندی کو کبھی بھی ملحوظ نہ رکھیں اور پہلے دن کی کارروائی کا ریکارڈ دیکھ لیں کہ وزیر قانون نے فرمایا تھا کہ مجھے اس تحریک استحقاق پر کوئی اعتراض نہیں ہے کہ اگر آپ admit کر لیں، صرف خدشہ یہ تھا کہ اس وقت چونکہ سپیشل کمیٹی تشکیل نہیں دی گئی تھی۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ جب یہ تحریک کمیٹی کے پاس جائے گی تو کمیٹی کے ممبران نے اس

کی جانچ پڑتال، سکروٹنی اور انکوائری کرنی ہے اور پھر وہاں پر انصاف پر فیصلہ ہوتا ہے۔1985 سے آج تک میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ کبھی بھی استحقاق کمیٹی یا سپیشل کمیٹی پر کسی آدمی نے اعتراض نہیں کیا کیونکہ یہ باعزت لوگ ہیں اور عوامی نمائندگان ہیں، ان پر ایک ذمہ داری ہوتی ہے کہ ہم اپنے آدمی کے لئے کوئی ناانصافی نہ کریں۔ کبھی بھی انہوں نے ناانصافی نہیں کی۔

جناب سپیکر: نوانی صاحب! میں قطعاً یہ نہیں چاہتا کہ ان چیزوں میں delay ہو اور آپ کے استحقاق کو اگر کوئی ٹھیس پہنچے تو اس کو نہ سنا جائے اور اس کو کسی کمیٹی کے سپرد نہ کیا جائے، میری قطعاً یہ نیت ہے اور نہ میں یہ چاہوں گا لیکن ہم بھی قانون اور عوام کے سامنے جوابدہ ہیں۔ کسی کو unheard condemned نہیں کیا جا سکتا۔ میری گزارش یہ ہوگی کہ آپ صبر سے کام لے لیں۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): شکریہ۔ جناب سپیکر! سعید نوانی صاحب اس ہاؤس کے پرانے ممبر ہیں اور میں ان کا انتہائی احترام کرتا ہوں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ پہلے تو یہ دیکھنا چاہئے کہ اتنے دنوں تک جواب کیوں نہیں آیا۔ اس کا جواب ہر صورت آنا چاہئے تھا اور جس طرح نوانی صاحب نے کہا ہے تو میں ان کی اس بات کی حکومت کی طرف سے تائید کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: میں اس تحریک کو سپیشل کمیٹی کے سپرد کرتا ہوں۔ اگلی تحریک استحقاق حافظ قمر حیات کاٹھیا صاحب کی ہے۔ تشریف نہیں رکھتے، اس کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق چودھری ظہیر الدین، چودھری عامر سلطان چیمہ، ڈاکٹر سامیہ امجد، چودھری مونس الٰہی، چودھری عبداللہ یوسف، محترمہ ماجدہ زیدی، محترمہ آمنہ جہانگیر کی طرف سے مشترکہ ہے اور ان کی طرف سے request ہے کہ اس کو pending کر دیا جائے۔ اس کو pending کیا جاتا ہے۔

سرکاری کارروائی

سالانہ بجٹ بابت سال09-2008 پر عام بحث

جناب سپیکر:اب ہم سالانہ بجٹ بابت سال09-2008 پر بحث شروع کرتے ہیں اور بحث کا آغاز کرنے کے لئے مسلم لیگ (فنکشنل) کے پارلیمانی لیڈر مخدوم سید احمد محمود صاحب کو دعوت دیتا ہوں۔

مخدوم سید احمد محمود: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف، سینئر وزیر راجہ ریاض احمد، وزیر خزانہ صاحب، اس حکومت اور پوری کابینہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے مل جل کر پنجاب کا بجٹ پیش کیا۔ یہ بجٹ ایک ایسے وقت میں پیش کیا گیا جبکہ ہر طرف پریشانی ہے اور بے یقینی کی صورتحال ہے۔ میں اس لئے بھی انہیں مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ مشکل ترین حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے انہوں نے جو بجٹ پیش کیا ہے وہ ایک vision کے تحت ہے اور میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ قوموں کی ترقی و خوشحالی کے لئے تین fundamentals صحت، تعلیم اور روزگار ہوتے ہیں۔ کمال کی بات یہ ہے کہ ہماری سیاست کا حال دیکھیں کہ ہم ایم۔این۔ایز اور ایم۔پی۔ایز پر سیاسی طور پر پریشر یہ ہوتا ہے کہ لوگ ہم سے سڑکیں مانگتے ہیں، بجلی مانگتے ہیں، گلیوں اور نالیوں کی sanitation کے لئے پیسے مانگتے ہیں، سوئی گیس کے لئے ہمیں کہتے ہیں۔ میں ایک منتخب نمائندہ ہوں لیکن کبھی کوئی شخص میرے پاس یہ کہنے نہیں آیا کہ تعلیم پر توجہ دو، صحت پر توجہ دو لہذا یہ دونوں neglected areas ہیں۔ میں آپ کو فخریہ یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جب میں ضلع ناظم بنا تو میں نے ان دو چیزوں پر attack اس لئے کیا کہ ان دو چیزوں کا پریشر سیاست دانوں پر نہیں تھا اور آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ رحیم یار خان میں جو health initiative شروع کیا گیا تو اس سے عوام کی اصل میں ایسے تقدیر بدل گئی کہ ہمارے ضلع میں B.H.Us 104 ہوا کرتے تھے اور یہاں پر کوئی دوائی اور کوئی ڈاکٹر موجود نہیں تھا۔ مجھے یہ بھی بتایا گیا کہ پانچ ہزار آدمی یہاں سے مستفید ہوتے تھے لیکن جب ہم نے اپنا initiative لیا اور اس پر عملدرآمد کیا اور complex problems کا simple solution ڈھونڈا تو آپ سن کر یہ حیران ہوں گے کہ وہ initiative اتنا کامیاب ہوا کہ جہاں ایک مہینے میں صرف پانچ ہزار لوگ مستفید ہو رہے تھے، وہ figure بڑھ کر دو لاکھ افراد پر پہنچ گیا اور اب ضلع رحیم یار خان کے ہر

B.H.Us میں ڈاکٹر موجود ہیں اور ہر B.H.Us میں 28,29 دوائیوں کی بجائے 150 دوائیاں موجود ہیں جن میں vitamins بھی ہیں۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ تمام تر کام کئے جاسکتے ہیں Health sector اور Education sector میں improvement لائی جاسکتی ہے لیکن پچھلے ساٹھ سالوں سے جو کچھ ہو رہا ہے اور جو system اس وقت رائج ہے وہ system یہ تبدیلی لانے کا ذریعہ نہیں رکھتا۔ ہمیں radical changes کرنے پڑیں گے۔ میں نے آپ کو B.H.Us کی مثال دی آپ مجھ سے یہ پوچھیں کہ یہ ہوا کیسے تو میں یہ عرض کروں کہ system کو re-engineer کر دیا گیا تھا۔ Health Department سے پیسے لے لئے گئے اور وہ پیسے لے کر جو 104 B.H.Us کا بجٹ تھا یہ میرا initiative تھا وہ ہم نے Health Department سے پیسے لے لئے اور ایک حکومت کی P.R.S.P N.G.O کو دے دیئے اور ان کو کہا گیا کہ یہ پیسے سنبھالو، 104 ناکارہ buildings کو سنبھالو اور اس پورے عملے کو سنبھالو۔ جناب والا! اسی بجٹ میں جو Health Department لیا کرتا تھا جب وہ P.R.S.P کے پاس گیا تو ڈاکٹرز بھی مہیا ہو گئے، دوائیاں 150 قسم کی ہو گئیں پہلے 28 قسم کی دوائیاں ملتی تھیں وہ بھی generic ناموں سے، پھر 150 قسم کی دوائیاں ہو گئیں۔ وہاں ڈاکٹر بیٹھنے لگ گیا، decorum ٹھیک ہو گیا، lawn ٹھیک ہو گیا، پھلواڑی لگ گئی اور B.H.U کی شکل بدل گئی۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہاں کابینہ بیٹھی ہوئی ہے حکومت بیٹھی ہوئی ہے کہ re-engineer کرنا پڑے گا۔ اس پرانے setup نے کوئی improvement لے کر نہیں آنی نہ education میں یہ کچھ لے کر آ سکتے ہیں اگر یہ لے کر آنے والے ہوتے تو ساٹھ سال میں آچکی ہوتی۔ میں نے education sector میں reform کیا یہ جو پڑھا لکھا پنجاب کا نعرہ چودھری پرویز الٰہی نے لگایا یہ Education Reform Programme رحیم یار خان میں تیار کیا گیا اور world bank کے head جان وال خود رحیم یار خان تشریف لائے وہاں M.O.U sign ہوا اور چھ ضلعوں پر مشتمل یہ پروگرام چلا۔ اس پروگرام کو وزیراعلیٰ پنجاب نے پڑھا لکھا پنجاب کا نام دیا اور سارا پیسا جو ورلڈ بنک نے دیا وہ اپنی advertisement پر خرچ کر دیا۔ میرا تمام باتیں کرنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ جو موجودہ setup ہے، جو موجودہ Education department ہے، جو موجودہ Health department ہے، جو موجودہ Agriculture department ہے اور جو موجودہ Livestock department ہے میں آپ کو on the floor of the House حلفاً کہتا ہوں اور میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ یہ اس قابل نہیں

ہے کہ یہ اس ملک میں کسی قسم کی تبدیلی لا سکے۔ systemکو re engineerکرنا پڑے گا ان سے کام لینے کے لئے visionسیاستدانوں کو دینا پڑے گا کیونکہ یہ implementکرنے والے لوگ ہیں یہ implementکرنا جانتے ہیں۔ اگر ان پر پالیسی بنانا چھوڑا گیا تو میری بات آپ سن لیں اور اس Houseکے توسط سے میں آپ کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پھر اس ملک میں تبدیلی آنے والی نہیں۔ وزیر خزانہ سے میری گزارش ہے کہ Education sectorمیں، Health sectorمیں، Livestock sectorمیں reformلانے کے لئے آپ کو radical changesکرنا پڑیں گی، آپ کو دنیا کو دیکھنا پڑے گا جو دنیا کر رہی ہے وہ ہمیں کرنا پڑے گا۔ آج کل informationکے لئے افلاطون ڈھونڈنے کی ضرورت نہیں ہے آج کل پوری دنیا کی information availableہے۔ آپ دنیا کی informationلے کر چلیں اپنا visionتیار کریں۔ Education Ministerکو چاہیے کہ educationکا visionدیں اور اس visionکو implementکرنے کے لئے Education Ministryکام کرے۔ یہاں پر Agriculture Ministerموجود ہیں زمیندار گھرانے سے ان کا تعلق ہے پرانے پارلیمنٹیرین ہیں اور عزت دار باوقار شخص ہیں ان کو چاہیے کہ وہ Agriculture Ministryکا visionبنائیں اور وہ visionاس Houseمیں پیش کریں اس Houseمیں بحث ہونی چاہیے اور اس کے بعد وہ vision Agriculture Ministryکے پاس جائے۔ ہمیں بھی پتا ہو کہ Ministerنے یہ visionدیا ہے اور visionکو اس Houseنے endorseکیا ہے انشاء اللہ اگلے سال میں یہ implementہو جائے گا لیکن ہم لوگ بجٹ پر بحث کرتے ہوئے یہاں بیٹھے رہے اور visionکسی کے پاس نہ ہوا تو educationمیں بہتری آئے گی، agricultureمیں بہتری آئے گی اور نہ ہی livestockمیں بہتری آئے گی۔ یہ ساری باتیں میں اس لئے کر رہا ہوں کہ میں نے اپنی زندگی میں جو achieveکیا ہے وہ ان تمام شعبوں میں کر چکا ہوں لہذا میری آپ سے گزارش یہ ہے اور میں اس بات کو سمجھتا ہوں کہ یہ بہت important issueہے اور یہ بجٹ اجلاس ہے یہاں پوری کابینہ بیٹھی ہے اور Houseسن رہا ہے ہمیں یہاں پر visionلے کر آنے پڑیں گے اور ہر محکمے کا اپنا vision ہونا چاہیے اور اس کو implementکرنے کے لئے bureaucracyکو وقت دینا چاہیے۔ میں یہاں یہ بھی بات کرنا چاہتا ہوں کہ میرا تعلق جنوبی پنجاب سے ہے۔ میرا تعلق اس ضلع سے ہے جو اس صوبے کی tailہے ہمارا سندھ سے بارڈر ملتا ہے۔ صادق آباد اور لاہور کا فاصلہ، صادق آباد اور کراچی کے فاصلے کے برابر ہے۔ Issueیہ ہے کہ جب صادق آباد سے Board of

Revenue کی پیشی پر ایک آدمی چلتا ہے تو اس کی ایک سال کی روزی ایک سفر میں ماری جاتی ہے کیونکہ ساڑھے چار سو میل اگر وہ Daewoo پر بھی آئے تو اس کا آپ حساب لگالیں کہ کتنا اس کا آنے جانے کا کرایہ لگے گا اور کہاں پر وہ رہائش حاصل کرے گا اور جب وہ Board of Revenue میں پیش ہوتا ہے تو اسے کہا جاتا ہے کہ آج صاحب نہیں آئے پیشی اگلی دفعہ ہے اگلے مہینے آنا۔ حکومت نے یہ بجٹ پیش کیا ہے میری اپنی خواہش یہ ہے کہ بجائے صادق آباد سے ایک سائل کو یہاں پر بلائے Board of Revenue کو چاہیے کہ وہ خود رحیم یار خان چلا جائے اور رحیم یار خان کے جتنے مقدمات ہیں وہ رحیم یار خان میں بیٹھ کر سنیں۔ ایک افسر صادق آباد سے لے کر اٹک تک تمام فائل اس کے سامنے لاہور میں پیش ہوں تو میری گزارش ہے کہ حکومت بندوبست کرے کہ Board of Revenue کے تمام تر مقدمات کے فیصلے مقامی ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر میں ہونے چاہئیں اور یہ دو چار افسر ہیں یہ وہاں جائیں پیشی کریں، سنیں اور D.C.O کے دفتر میں بیٹھ کر عدالت لگائیں۔ دوسرا میرا issue یہ ہے کہ چونکہ ہم tail پر ہیں اور ہم بنیادی طور پر دور کے لوگ ہیں اور ہمیں لاہور والوں سے ڈر بھی لگتا ہے ہماری زبان میں وہ طاقت نہیں ہے جو لاہور کے ارد گرد رہنے والوں میں ہے اس لئے ہم بہت پیچھے رہ چکے ہیں۔

جناب سپیکر: مخدوم صاحب! ماشاء اللہ آپ ہی تو اسلام کو لے کر وہاں سے ادھر آئے ہیں۔

مخدوم سید احمد محمود: جناب سپیکر! مہربانی، میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ اندازہ کریں کہ رحیم یار خان جو 36 لاکھ کی آبادی کا ضلع ہے اور وہاں پورے ضلع میں صرف چار گرلز ڈگری کالج ہیں اور یہ بڑا wider ضلع ہے یہ نہیں کہ بڑا تھکا ہوا ضلع ہے وہ بڑا wider اور امیر ضلع ہے لیکن وہاں صرف چار گرلز ڈگری کالج ہیں۔ گوجرانوالہ ہمارے برابر آبادی کا ضلع ہے میری وزیر خزانہ سے گزارش ہو گی کہ یہ بندوبست کریں کہ ہمیں کم از کم اس بجٹ میں گوجرانوالہ کے برابر کھڑا کر دیا جائے اور جب education اور health sectors میں جو facilities گوجرانوالہ کے پاس ہیں میں چاہوں گا کہ وہ South of Punjab میں بھی ہوں بلکہ ہر ضلع کو دیکھا جائے اور جو ضلع آبادی کے لحاظ سے Upper Punjab کے برابر ہو اس ضلع کو ملا لیا جائے ہم آپ سے extra نہیں مانگتے ہم صرف یہ گزارش کرتے ہیں کہ ہماری محرومی کو دور کرنے کا سب سے پہلا step یہ ہونا چاہیے کہ جو گوجرانوالہ میں ہے اتنا رحیم یار خان میں کر دیا جائے۔ گجرات 25 لاکھ کی آبادی کا ضلع ہے جو کچھ گجرات میں ہے وہ بہاولپور سے compare کر لیا جائے اور education اور health sector

میں پورا کر دیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو اسمبلی میں کھڑے ہو کر بات کی جاتی ہے کہ جنوبی پنجاب کو بہت احساس محرومی ہے اور احساس محرومی کو گرانٹ دے کر یا announcement کر کے یا بھیک دے کر یا اس طریقے سے محسوس کرا کے کہ ہم دینے والے اور تم لینے والے ہو اس محرومی کو ختم نہیں کیا جا سکتا۔ اس محرومی کو ختم کرنے کے لئے پالیسیاں بنائی جائیں اور وہ پالیسی یہ ہونی چاہیے کہ جو ہمارا حق ہے وہ ہمیں ملنا چاہیے۔ رحیم یار خان کے حوالے سے ایک بہت بڑا مسئلہ ہے اور وہ نہری پانی کا مسئلہ ہے یہاں راجہ ریاض صاحب موجود ہیں میں بڑے مودبانہ طریقے سے ان کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ ہم tail پر ہیں اور جب پنجاب میں پانی کی کمی ہوتی ہے تو بجائے اس کے کہ اس کمی کو پورا سسٹم share کرے وہ کمی ہم tail والوں پر ٹرانسفر کر دی جاتی ہے اور ہم پیاسے مر جاتے ہیں کیونکہ ہمارے علاقے میں ایسے چولستانی علاقے بھی ہیں جہاں پر پینے کا پانی بھی نہیں ہے اور ان کا گزارہ صرف نہری پانی کے ذریعے ہوتا ہے۔ لہذا اگر پانی کی کمی ہے تو وہ کمی سب کو share کرنی چاہیے رحیم یار خان والے بھی اس کمی کا حصہ بنیں اور شیخوپورہ والے بھی اس کمی کا حصہ بنیں۔ یہ نہیں ہونا چاہیے کہ جب پانی کی کمی ہو تو پوری کی پوری کمی tail پر ٹرانسفر کر دی جائے تو آپ کی وساطت سے سینئر منسٹر صاحب سے گزارش ہے کہ آپ بندوبست کریں اور دیکھیں کہ جب پانی کی shortage ہوتی ہے تو کیا اس shortage کو share کرنے کے لئے کوئی انصاف پر مبنی formula ہے؟ اگر نہیں ہے تو مہربانی کر کے بنا دیا جائے۔

جناب سپیکر! اللہ کے فضل و کرم سے اس وقت ملک میں جمہوریت ہے اور ملک میں موجود تمام سیاسی قوتیں حکومت میں ہیں اس لئے لوگوں کو بڑی امیدیں تھیں اور ہیں اور یہ میرا ایمان ہے کہ ---

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! وہ خود سینئر پارلیمنٹیرین ہیں ہم 1988 سے ان کو دیکھ رہے ہیں اور اس ہاؤس میں ان کے والد صاحب کی بھی ایک history ہے۔ میں آپ کی وساطت سے ان سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ صرف آپ کو ایڈریس کریں directly he cannot address the minister یہی میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

مخدوم سید احمد محمود: تو میں اب ناظم شاہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ پتا نہیں میں کیا کہہ رہا تھا؟

سید ناظم حسین شاہ: tail کے پانی کی بات کر رہے تھے۔

مخدوم سید احمد محمود: جناب والا بات پانی کی ہو رہی تھی۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ کا بڑی دیر سے پانی کا مسئلہ ہے۔

مخدوم سید احمد محمود: تو بس وہی گزارش تھی کہ پانی کا formula بنا دیا جائے shortage سب share کریں اور اگر پانی وافر ہے تو اس کا فائدہ بھی سب کو ہونا چاہیے۔ میں law and order کے مسئلے پر بات کرنا چاہتا تھا اور میں کہہ رہا تھا کہ ہم سب کو اس بات پر توجہ دینی چاہیے کہ ہم سب governance دینا سیکھیں بہت پہلے میری یہ کمزوری ہوا کرتی تھی کہ میرے ارد گرد کچھ Political optimist جمع ہو جاتے تھے اور وہ مجھ سے جائز اور ناجائز کام لیتے تھے اور پھر جب میں الیکشن میں جاتا تھا تو مجھے زیادہ تر ان کا جواب دینا پڑتا تھا لیکن اب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میں نے یہ سیکھا ہے کہ اگر آپ اپنے حلقہ میں governance dispense کرنے میں توجہ دیں تھانے، کچہری کی سیاست نہ کریں بلکہ تھانیداروں اور کچہری والوں کو پتا ہو کہ یہ شخص کسی سے انتقام نہیں لیتا بلکہ یہ اپنے مخالف کی حفاظت کرنا بھی جانتا ہے تو آپ یقین مانیں کہ اس بات کو بڑا ووٹ ملتا ہے میں نے اپنے حلقہ میں تھانے اور کچہری level پر total interference بند کی ہوئی ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ان حالات میں جبکہ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کا بہت ہی افسوسناک، تکلیف دہ اور پریشان کن واقعہ رونما ہوا اور ہم ساؤتھ کے لوگ ہیں وہاں پر پاکستان پیپلز پارٹی ماشاءاللہ بڑی مضبوط ہے اس کے باوجود میرے قومی حلقہ میں جس پر جہانگیر ترین کھڑے تھے ان کی 45ہزار کی lead آئی۔ میری ایک صوبائی سیٹ پر 29ہزار اور دوسری صوبائی سیٹ پر 25ہزار کی lead آئی۔ ہاؤس کے ممبران یہ سن کر بہت حیران ہوں گے کہ میرا براہ راست لوگوں کے ساتھ تعلق بہت کم ہے حلقے میں میری presence feel نہیں ہوتی لیکن ماشاءاللہ سسٹم ایسا ہے کہ وہاں پر سب کو پتا ہے کہ انتقام نہیں لیا جائے گا جھوٹا اور ناجائز پرچہ نہیں ہو گا احمد محمود کا کوئی دوست یہاں نہیں ہے جس کو ہم پوچھ نہیں سکتے۔ لہذا میں ممبران سے، اس ہاؤس سے، اس حکومت سے اور اس coalition سے جس کا میں بھی حصہ ہوں یہ گزارش کرتا ہوں کہ آئیں ہم سب بیٹھ کر pledge کریں کہ ان مشکل ترین حالات سے اس ملک کو نکالنے کے لئے ہم سب good governance پر کاربند ہو جائیں ایمان داری، دیانتداری، شرافت اور وفاداری کے ساتھ مل جل کر اس ملک کی خدمت کریں اور اس ملک کے education sector میں واضح improvement show کریں اس ملک

کی عوام کو Health sector میں ریفارمز لاکر دکھائیں اور اس ملک میں law and order کے حوالے سے political interference کو بند کر دیں، اس ملک میں بیوروکریسی کو میرٹ پر لگایا جائے اور ان سے میرٹ پر کام لیا جائے۔ اس ملک میں انصاف کا بول بالا کر دیں میں آپ کو گارنٹی دیتا ہوں کہ اگلے الیکشن میں اس coalition کو پہلے سے دگنا ووٹ ملیں گے۔

جناب والا! اگر آپ چاہتے ہیں کہ میں اس کو short کروں تو آخر میں ایک دو گزارشات کر کے ختم کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: مجھے تو کوئی اعتراض نہیں دوسروں کی طرف دیکھ لیں

مخدوم سید احمد محمود: جناب والا! میں آخر میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ اس وقت پنجاب میں جو لیڈر شپ راجہ ریاض کی شکل میں اور میاں محمد شہباز شریف کی شکل میں وزیر اعلیٰ کی حیثیت سے موجود ہے مجھے یقین ہے کہ یہ لیڈر شپ اس صوبے کو good governance دے گی اور امن وامان کے حوالے سے بہترین نمونہ ان کے سامنے رکھے گی مجھے امید ہے کہ یہ لیڈر شپ انشاءاللہ تعالیٰ اس ملک اور اس صوبے میں ایجوکیشن، ہیلتھ، ایگریکلچر، لائیوسٹاک اور باقی تمام اہم شعبہ جات میں اس صوبے کی عوام اور ہماری توقعات پر پورا اترے گی بہت بہت شکریہ

جناب سپیکر: آپ کا بھی شکریہ۔

جناب آصف منظور موہل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب آصف منظور موہل: جناب سپیکر! میں آپ کی اس طرف تھوڑی سی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ rules and regulation کے مطابق آپ کو پورا اختیار حاصل ہے کہ آپ ایک سپیکر کے وقت کا تعین کر سکتے ہیں۔ اب ممبران اسمبلی کی تعداد آپ کے سامنے ہے میرا خیال ہے کہ ابھی 22/23 مقررین آپ کے سامنے ہیں جیسے محترم مخدوم صاحب نے پچیس منٹ بات کی اگر سارے ممبران پچیس پچیس منٹ بات کریں گے تو میرے خیال میں سارے دن میں 10/8 مقررین اپنے علاقہ اور اپنی عوام کی بات پہنچا سکیں گے۔ میری گزارش ہے کہ آپ ہر مقرر کے لئے time prescribe کریں۔

There is in writing this rule and regulation to you are responsible for this.

تو یہ kindly آپ کریں، انشاء اللہ ہم بھی آپ کے ساتھ cooperate کریں گے۔

جناب سپیکر: آپ نے اب پڑھے ہیں لیکن میں نے تو اللہ کے فضل سے آپ کے والد صاحب کے زمانے کے پڑھے ہوئے ہیں۔ میں نے آپ کی بات سن لی ہے اب پلیز آپ تشریف رکھیں۔

چودھری ندیم خادم: جناب سپیکر! مجھے بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری ندیم خادم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے وقت کی بات کی تو مجھے احساس ہو گیا ہے کہ پچیس منٹ پہلے والے لگا گئے ہیں اور آدھے سے زیادہ ممبران چلے گئے ہیں اس لئے میں پانچ یا چھ منٹ سے زیادہ نہیں لگاؤں گا۔

جناب سپیکر: ان کا استحقاق اس لئے ہے کہ انہوں نے اپنی بھی تقریر کرنی تھی اور دوسرا وہ ایک پارلیمانی پارٹی کے پارلیمانی لیڈر بھی ہیں اس لئے ہمیں ان کا تھوڑا سا احساس کرنا چاہیے

چودھری ندیم خادم: مگر اتنی لمبی بات بھی نہیں ہونی چاہیے کہ سارا ہاؤس خالی ہو جائے۔ جیسا اقتدار کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ پھولوں کی سیج ہوتی ہے مگر جو اقتدار ہمیں ملا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ پھولوں کی سیج نہیں ہے ہمارے لئے بہت بڑا چیلنج ہے۔۔۔ (شور و غل)

MR SPEAKER: Order in the House.

چودھری ندیم خادم: جناب سپیکر! جن حالات میں وزیر خزانہ نے یہ بجٹ پیش کیا ہے اگر ان حالات کو ایک طرف رکھ کر بجٹ کو دیکھا جائے تو میں وزیر خزانہ صاحب، سینئر وزیر راجہ ریاض صاحب اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ اتنے مشکل اور کٹھن حالات میں اچھا بجٹ پیش کیا ہے۔ میں basic rights کے بارے میں چند ایک گزارشات آپ کے سامنے پیش کروں گا۔ ہمارے بنیادی حقوق کے حوالے سے آپ امن و امان کی صورتحال دیکھ لیں۔ ہمارے ملک میں امن و امان اور عدل و انصاف کی کیا صورتحال ہے، اس کا معیار کیا ہے، ہماری عدالتیں کیا کر رہی ہیں، کس طریقے سے چل رہی ہیں؟

جناب سپیکر! ماتحت عدالتوں کے لئے جو کچھ اس بجٹ میں announce کیا گیا ہے وہ بھی خوش آئند ہے۔ تقریباً تین گنا ان کے allowances بڑھائے گئے ہیں۔ وہ judges جو انصاف

میں رکاوٹ بنتے ہیں ان کی برطرفی کا بھی کہا گیا ہے۔ ہمارے سابق چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ، چودھری افتخار حسین کا بھی اس بجٹ میں بڑا ذکر آیا ہے۔ وہ میرے سیاسی مخالف بھی ہیں۔ یوں تو انہوں نے پورے پنجاب کی عوام کے ساتھ ناانصافیاں کی ہیں لیکن خاص طور پر جہلم کی عوام کے ساتھ ان کے ظلم ناقابل بیان ہیں۔ میرے ساتھ انہوں نے کیا کچھ نہیں کیا؟ مجھے قتل کے جھوٹے مقدمے میں ملوث کر کے تین مہینے تک جیل میں رکھا۔ میرے خلاف ان کی طرف سے چھ جھوٹے مقدمات بنوائے گئے، تین مرتبہ مجھے جیل بھجوایا گیا۔ انہوں نے غلط طریقے سے اپنے پسندیدہ آدمیوں کو نوکریاں دلوائیں۔ ان سب باتوں کا حساب کرنے کے لئے کہا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کا یہ ایک بہت ہی اچھا step ہے۔ میری گزارش ہے کہ اس پر عمل درآمد بھی ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر! ہمارے لوگوں کی صحت کا معیار بہتر نہیں ہے۔ سرکاری ہسپتالوں میں لوگوں کو proper care نہیں دی جاتی۔ مجبوراً لوگ پرائیویٹ ہسپتالوں کی طرف رُخ کرتے ہیں۔ لوگ اس لئے پرائیویٹ ہسپتالوں میں جاتے ہیں کیونکہ سرکاری ہسپتالوں میں وہ سہولیات میسر نہیں ہیں جو کہ ان پرائیویٹ ہسپتالوں میں مل جاتی ہیں۔ میری یہ تجویز ہے کہ ہر Divisional level پر ایک international standard کا ہسپتال بنایا جائے جس میں لوگوں کو تمام سہولتیں اور ادویات مفت مہیا ہونی چاہئیں۔ dialysis centre کی بحالی کا کہا گیا ہے۔ یہ سنٹرز ہر ضلع کی سطح پر موجود ہیں مگر کچھ اضلاع کی تحصیلیں ایسی ہیں جو کہ ضلعی ہیڈ کوارٹر سے دو دو سو کلومیٹر دور ہیں۔ میری گزارش ہے کہ ان تحصیلوں میں بھی dialysis centre قائم کئے جائیں یا پھر ہر ضلع کی سطح پر دو دو dialysis centre قائم کر دیئے جائیں۔

جناب سپیکر! شہروں میں پینے کے صاف پانی کا بڑا مسئلہ ہے۔ اس جانب خصوصی توجہ دی جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر لوگوں کو پینے کے لئے صاف پانی میسر آ جائے تو آدھی سے زیادہ بیماریاں ختم ہو سکتی ہیں۔

تعلیم کے حوالے سے عرض کروں گا کہ اگر آپ سرکاری اور پرائیویٹ تعلیمی اداروں میں سے کوئی دو outstanding بچے لیں، ایک سرکاری سکول سے اور دوسرا بچہ پرائیویٹ سکول سے لیں تو ان کا معیار آپس میں نہیں ملے گا۔ اس طرف توجہ دی جائے، سرکاری سکولوں میں تعلیم کا معیار بہتر کیا جائے۔ موجودہ بجٹ میں اساتذہ کے حوالے سے یہ بات کہی گئی ہے کہ جو اساتذہ بہتر کارکردگی

دکھائیں گے انھیں خصوصی allowances دیئے جائیں گے۔ یہ بڑی اچھی بات ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے سرکاری سکولوں کا تعلیمی معیار بہتر ہوگا۔

جناب سپیکر! بجٹ میں کہا گیا ہے کہ بے روزگاری کا خاتمہ کیا جائے گا۔ اس مقصد کے لئے 117۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب تک صنعتی اور زرعی پیداوار میں اضافہ نہیں ہوگا اس وقت تک روزگار کے مواقع نہیں بڑھیں گے۔ ہمیں فنی تعلیم کی طرف توجہ دینا ہوگی۔ تعمیرات کے شعبے میں کام کرنے والے لوگ مثلاً مزدور، مستری، پلمبر وغیرہ کی اس وقت مڈل ایسٹ میں بہت زیادہ ڈیمانڈ ہے۔ اگر ہم اس طرف توجہ دیں تو اس سے بے روزگاری میں خاصی کمی واقع ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر! اگر ہم پنجاب کی عوام کو خوش حال دیکھنا چاہتے ہیں تو پھر وسائل کا غلط استعمال نہیں ہونا چاہیے۔ ان کا proper اور صحیح استعمال ہونا چاہیے۔ ہمارے بجٹ میں زراعت کے حوالے سے ایک بڑی اچھی تجویز دی گئی ہے کہ کسانوں کو کمپیوٹرائزڈ قرعہ اندازی کے ذریعے ایک لاکھ روپے subsidy کے ساتھ ٹریکٹر دیئے جائیں گے۔ اسی طرح تعلیم یافتہ بے روزگار کسانوں کو ساڑھے بارہ ایکڑ زمین دی جا رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت اچھے اقدامات ہیں۔ بجلی کی کمی اور ڈیزل مہنگا ہونے کی وجہ سے جو مسائل پیدا ہو رہے ہیں ان کو چھوٹے ڈیم بنا کر دور کیا جا سکتا ہے۔ خصوصی طور پر ہمارے علاقے میں جہاں پر کم زمینیں ہیں اور نہری نظام بھی نہیں ہے۔ وہاں پر بجلی میسر نہیں ہے اور ڈیزل اتنا مہنگا ہے کہ لوگ afford نہیں کر سکتے۔ لہٰذا ان کے لئے چھوٹے ڈیم بنائے جائیں۔

جناب سپیکر! میں آخر، میں امن وامان کی صورتحال کے حوالے سے بات کروں گا۔ اس بجٹ میں امن وامان کی بحالی کے لئے تقریباً 130۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں۔ معاشی استحکام اور صنعتی ترقی کے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ امن وامان کی صورتحال ٹھیک ہو۔ اگر باہر سے investors آتے ہیں اور ان کو یہاں پر تحفظ نہیں ملے گا تو وہ یہاں آکر پیسا invest نہیں کریں گے۔ امن وامان کو برقرار رکھنے میں پولیس اہم role ادا کرتی ہے۔ موٹروے پولیس کا ہم تجربہ کر چکے ہیں۔ وہ آٹھ گھنٹے ڈیوٹی کرتے ہیں، ان کی تنخواہیں بہت اچھی ہیں۔ ان کے حوالے سے کرپشن کی کبھی کوئی شکایت نہیں آئی۔ میری حکومت پنجاب سے یہ گزارش ہے کہ اگر تھانے کی سطح پر پولیس سے آٹھ گھنٹے ڈیوٹی لی جائے، ان کی تنخواہیں بھی موٹروے پولیس کے برابر کر دی جائیں تو پھر میں نہیں

سمجھتا کہ امن وامان کی صورتحال خراب ہوگی۔اگر آپ ایسا کردیں تو مہربانی ہوگی۔اب آپ وقت ختم ہونے کا اشارہ کر رہے ہیں۔باتیں تو ابھی کافی رہتی ہیں مگر آپ کا حکم ہے۔میرے والد صاحب بھی اس ہاؤس کے چار پانچ مرتبہ لگاتار ممبر رہ چکے ہیں۔انہوں نے مجھے سمجھا کر بھیجا تھا کہ جب سپیکر کہیں کہ بیٹھ جاؤ تو بیٹھ جانا ہے اس لئے اللہ حافظ۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔راجہ شوکت عزیز بھٹی صاحب گوہر افشانی فرمائیں۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! آپ کی بہت مہربانی۔ویسے تو روایت یہ ہے کہ جب بجٹ پیش ہوتا ہے تو وزیر خزانہ کے بعد اپوزیشن بنچز میں سے کسی کو اظہار خیال کا موقع ملتا ہے لیکن اس دفعہ تو آپ کے پاس coalition میں ہی انتارش ہے۔میں مبارکباد دیتا ہوں کہ اس مقدس ایوان نے آپ کو پاکستان بننے کے بعد پنجاب کا سولہواں اور جب سے یہ اسمبلی بنی ہے اکیسواں سپیکر مقرر کیا گیا ہے اور جمہوری روایات کے اس ہاؤس نے مجھے اور میرے دوستوں کو یہ موقع عطا فرمایا کہ ہم پنجاب کے بجٹ پر، پنجاب کی عوام کی ضروریات پر، ان کی مشکلات پر اپنی رائے کا اظہار کر سکیں۔یہ جو جمہوریت کی صبح طلوع ہو رہی ہے، امید کی کرن پنجاب کے عوام کے لئے جاگ رہی ہے اس کے لئے جن لیڈروں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا اور جنہوں نے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر کے جمہوریت کی اس گاڑی کو پٹڑی پر چڑھانے کی کوشش کی میں ان کو سب سے پہلے خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! جب بجٹ پیش ہوتا ہے تو عوام اسے figures کی ایک جادوگری کا نام دیتے ہیں جس میں کاغذی طور پر تو عوام کی امیدوں پر پورا اترنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ساٹھ سال کی ان مشکلات میں وزیر خزانہ صاحب نے بھی کوشش کی کہ یہ پنجاب کے لوگوں کے دکھوں کا مداوا کر سکیں۔میں اس بجٹ کو تنقید برائے تنقید کا نشانہ نہیں بناؤں گا۔میں چند ایک تجاویز آپ کی وساطت سے گوش گزار کرنا چاہوں گا جو پنجاب کے عوام کا حق ہے، ان کی جائز ضرورت ہے اور میرے اور آپ کے اس ایوان کے موجود ہونے پر ہمیں یہ چاہیے کہ ہم ان کی بنیادی ضروریات ان تک پہنچائیں۔

جناب سپیکر! سب سے پہلے انصاف کا معاملہ ہے اور انصاف کے حالات اس ملک میں کسی سے ڈھکے چھپے نہیں ہیں لیکن جہاں تک ماتحت عدلیہ کے لئے اس بجٹ میں رقم مختص کی گئی ہے میری یہ بھی گزارش ہے کہ عدالت عالیہ کے اعلیٰ ججوں سے رابطہ کر کے وزیر قانون صاحب ایک ایسا قانون

بنائیں کہ عام آدمی جب عدالت کا دروازہ کھٹکھٹائے تو بیس بیس سال تک اسے چھوٹے چھوٹے معاملات پر عدالتوں کے چکر نہ لگانے پڑیں۔اس کے لئے کوئی specific time ہوتا کہ عوام کو وقت پر relief مل سکے اور جو چیز انہوں نے عدالت سے مانگی ہے وہ انہیں بر وقت مل سکے تاکہ ان کے دکھوں کا مداوا ہو سکے۔

جناب سپیکر!اس کے بعد تھانہ کلچر کی تبدیلی کے لئے performance base incentive کی بھی وزیر خزانہ نے بات کی ہے۔ایک شریف آدمی آج تھانے کے اندر داخل ہونے سے بھی گھبراتا ہے بلکہ یہ آج کی روایت نہیں ہے، یہ آج کے حالات نہیں ہیں، پچھلے ساٹھ سال سے اسی طرح سے ہوتا آرہا ہے۔ میں کسی ایک پر اس بات کی نکتہ چینی نہیں کرتا،اس میں تبدیلی کی تجویز ضرور دیتا ہوں کہ اگر کوئی کیس کسی کے خلاف رجسٹرڈ ہوتا ہے تو ایک شریف آدمی جب اپنی بات کرنے کے لئے تھانے میں جاتا ہے تو ایک پولیس آفیسر اسے وہاں بٹھالیتا ہے اور اسے بند کر دیتا ہے کہتا ہے کہ آپ کی ضمانت نہیں ہوئی یا میں آپ کو گرفتار کرتا ہوں۔ گرفتاری کے اس ڈر سے شریف آدمی تھانے ہی نہیں جاتا۔ حکم صادر فرمایا جائے اور قانون میں یہ تبدیلی لائی جائے کہ investigation officer معاملات کو investigate کرے اور اس کے بعد علاقہ مجسٹریٹ سے یہ approval لے کہ میں نے اسے guilty قرار دیا ہے اور میں اسے گرفتار کرنا چاہتا ہوں، مجھے اس کی اجازت دی جائے تاکہ اس کے اپنے خلاف جو کیس رجسٹرڈ ہوا ہے وہ اپنی صفائی پیش کر سکے۔

جناب سپیکر! حالات بدلتے رہتے ہیں آج ہم اقتدار میں بیٹھے ہیں کل وہ یہاں پر بیٹھے تھے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی عنایت ہے، مہربانی ہے کب کس پر ہو جائے،اس کا کوئی پتا نہیں ہوتا اس وجہ سے وہ قانون بنائے جائیں۔ جس آئین کی بالادستی کی بات آج پاکستان کی تمام سیاسی جماعتیں کرتی ہیں میں بھی اس خوش قسمت باپ کا بیٹا ہوں کہ 1973 کے آئین بنانے والے دس آدمیوں میں میرے والد محترم بھی شریک تھے اور آج مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ پاکستان کی ہر سیاسی جماعت 1973 کے آئین کی بالادستی کے لئے demand کر رہی ہے اور شاید اسی وجہ سے اس جماعت کے دوستوں کا ساتھ چھوڑ کر ان کا ساتھ دینا شروع کیا جنہوں نے اس جمہوریت کے کارواں کو سیدھے راستے پر چلانے کی یہ کوشش کی۔ قائداعظم محمد علی جناح نے بھی کانگرس چھوڑ کر سر سید احمد خان کی مسلم لیگ میں آکر پاکستان بنایا تھا اور جمہوریت کے سفر میں یہ غلطیاں سب سے ہوئی ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ ہم اس ایوان میں بیٹھ کر وہ کام کریں، وہ قانون بنائیں، وہ حالات پیدا کریں جو پنجاب کے اور پاکستان

کے عام آدمی کو اس بات کا یہ احساس ہو کہ عوام کے منتخب نمائندوں کو جو حق ہم نے دیا تھا انہوں نے اسمبلی میں جا کر وہ حق ادا کیا ہے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد میں صحت کے شعبے کے متعلق عرض کروں گا۔ وزیر خزانہ صاحب نے یوں تو صحت کے متعلق بھی بہت ذکر کیا لیکن میں ایک بڑے عام issue کی طرف آپ کی توجہ مبذول کراؤں گا۔ یہ بڑا توجہ طلب معاملہ ہے کہ پنجاب کے تمام تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتالوں میں Dentist Doctors۔ کا ایک یونٹ بنا ہوا ہے اور average سو سے دو سو آدمی وہاں پر روزانہ اپنے دانتوں کے علاج کے لئے جاتے ہیں۔ پنجاب کے کسی بھی تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں equipment sterilize کرنے کا کوئی سسٹم موجود نہیں ہے۔ جب equipment کو sterilize کیا جائے تو اس کو 45 منٹ چاہئیں اور اس کے بعد آپ اسے کسی دوسرے آدمی پر استعمال کر سکتے ہیں لیکن یہ پچاس آدمیوں میں وہی equipment استعمال کرتے ہیں۔ ہر روز پنجاب کے تمام تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال سے دو تین سو آدمی ہیپاٹائٹس بی(1) کا مرض لے کر باہر نکلتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اتنا گھمبیر معاملہ ہے کہ وزیر صحت پنجاب کو میں آپ کی وساطت سے اور وزیر خزانہ پنجاب کو بھی آپ کی وساطت سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ اس پر توجہ دی جائے کیونکہ اس طرح گزشتہ کئی سالوں سے لوگوں کا قتل عام ہو رہا ہے۔ اس پر کوئی توجہ نہیں دے رہا اور غریب آدمی کی سکت نہیں ہے کہ وہ اڑھائی تین لاکھ روپے کے انجکشن لگوا کر اس کا علاج کروا سکے۔ پھر جس طرح dialysis کا سسٹم دوبارہ شروع کیا گیا ہے اسی طرح سے میری وزیر خزانہ سے یہ گزارش ہے کہ صحت کے شعبے میں ہیپاٹائٹس "بی(1)" اور "سی(1)" کے لئے ایک خاطر خواہ رقم مختص کی جائے تاکہ وہ غریب آدمی جن کی سکت نہیں وہ اپنا علاج کروا سکیں اور اس موذی مرض سے بچ سکیں۔ اس کے علاوہ فوری طور پر یہ حکم بھی صادر فرمائیں اور ہنگامی بنیادوں پر کام ہونا چاہیے۔ ہزاروں کے حساب سے روزانہ لوگ موت کے منہ میں دھکیلے جا رہے ہیں۔ اس بات کا حکومت کو نوٹس لینا چاہیے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد بجٹ میں غالباً para 20(3) وزیر خزانہ نے re-organization committee کا پنجاب میں ذکر کیا ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ یہ جو کمیٹی بنائی جا رہی ہے اس ہاؤس کے فاضل ممبران کو بھی اس میں شامل کیا جائے۔ یہ نہ ہو کہ یہ کمیٹی بیوروکریٹس کے حوالے کر دی جائے۔ معزز اراکین کو اس میں شامل کیا جائے تاکہ تمام معاملات کی

جانچ پڑتال میں اس ہاؤس کے فاضل ممبران کو بھی معلوم ہو کہ فنڈز کی کیا پوزیشن ہے اور اختیارات کو کس طرح سے استعمال کیا جا رہا ہے اور powers کا توازن ٹھیک جا رہا ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر! اس کے بعد میں زراعت کے متعلق عرض کروں گا۔ بات تو ہم کرتے ہیں کہ زراعت پر ہمارا انحصار ہے، زراعت ہماری ریڑھ کی ہڈی ہے لیکن گزشتہ ساٹھ سال میں اس شعبے میں کوئی خاطر خواہ کام نہیں ہو سکا۔ میں موجودہ حکومت کو تو اس بات پر مورد الزام نہیں ٹھہراتا لیکن اگر ہمارے پاس وسائل ہیں، بہت سارے institution ایسے ہیں کہ جن کی مدد سے اگر ہم ان بنجر زمینوں کو قابل کاشت بنائیں، ہنگامی بنیادوں پر ہم اس پر کام کریں تو اس کے خاطر خواہ نتائج حاصل ہو سکتے ہیں۔ یہاں تو تھری سٹار اور فائیو سٹار کے چکر میں پڑے ہوئے ہیں لیکن آنے والا وقت بہت مشکل ہے اور غریب آدمی جو اس وقت روٹی اور آٹے کی مجبوریوں میں گھوم رہا ہے، روزگار کی مشکلات میں گھوم رہا ہے، اس کا خیال رکھا جائے اور ان معاملات پر توجہ دی جائے۔ جب تک عوام کے لئے social support programme رائج نہیں ہو جاتا اس وقت تک معاملات احسن طریقے سے نہیں چل سکتے۔ پنجاب میں ایک آدمی بھی بھوکا نہیں سوئے گا۔ میں اس کے لئے تجویز بھی دینے کے لئے تیار ہوں اور in writing بھی جناب کو دے دوں گا کہ اگر حکومت چاہے تو اس صوبہ پنجاب میں کوئی آدمی بھی بھوکا نہیں سوئے گا۔ میں یہ بھی دعوے کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اس معاملے میں حکومت پنجاب کا ایک پیسا بھی خرچ نہیں ہوگا، میں اس سلسلے میں proposal بھی دینے کے لئے تیار ہوں تاکہ اگلے چھ ماہ کے اندر اندر اس کا فنڈ بھی generate ہو جائے اور پنجاب میں کوئی آدمی بھی بھوکا نہ سوئے گا اور نہ ہی سونا چاہیے۔ ہمیں اس بات کا بھی احساس ہونا چاہیے کہ اگر ہم یہاں پر اس ایوان کے اندر بیٹھے ہیں تو عوام کی وجہ سے بیٹھے ہیں۔ میرے پاس وزیر خزانہ پنجاب کی تقریر موجود ہے۔ انہوں نے اپنی تقریر میں 9 بنیادی اصول اور نکات پیش کئے ہیں اور انہوں نے اپنی طرف سے تمام باتوں کا ذکر کرنے کی بھی کوشش کی ہے۔ چھوٹے چھوٹے بچے غریب ماؤں کے جو بچے پیدا ہوتے ہیں ان کے لئے بھی مہربانی فرمائی جائے اور دو سال تک کم از کم دودھ اور میڈیکل الاؤنس کا بندوبست کیا جائے کیونکہ یہ غریب لوگ afford نہیں کر سکتے۔ لوگوں کی ضروریات پوری نہیں ہوتیں کھانا پینا پورا نہیں ہوتا تو وہ بچوں کے لئے دودھ کہاں سے منگوائیں، دوائی کہاں سے خریدیں؟

جناب سپیکر: بھٹی صاحب دل تو کرتا ہے کہ آپ کی بات اور بھی سنی جائے لیکن وقت کی کمی آڑے آ رہی ہے۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: مہربانی۔جناب سپیکر! میں اپنی بات جلدی ختم کرتا ہوں۔ مجھے اس بات کا بھی احساس ہے کہ اس ایوان کا وقت بڑا قیمتی ہے۔ میں آخر میں یہ عرض کروں گا کہ میرا تعلق تحصیل گوجر خان سے ہے اور اس دھرتی سے ہے کہ آج پنجاب میں سکون کی نیند سونے والا ہر آدمی میری دھرتی کے اس بیٹے نے جان قربان کر کے پاکستان میں پہلا نشان حیدر لیا۔ میری اس تحصیل نے دو نشان حیدر حاصل کئے ہیں۔ تحصیل گوجر خان پاکستان کی پرانی تحصیلوں میں سے سب سے پرانی تحصیل ہے۔یہ 1849 میں بنی۔ پاکستان کی تحصیلوں میں foreign exchange generate کرنے کے سب سے زیادہ بلکہ یوں کہوں کہ پورے یورپ میں پہلے چار کاروباروں میں آنے والے کاروباری کا تعلق بھی تحصیل گوجر خان سے ہے۔ آج جس چیف آف آرمی سٹاف نے سیاست اور فوج کے درمیان ایک لکیر کھینچ دی ہے اس کا بھی تعلق تحصیل گوجر خان سے ہے۔دو نشان حیدر بھی اسی دھرتی سے ہیں اور اگر 33 یونین کونسلوں کی تحصیل ننکانہ کو ضلع کا درجہ دیا جا سکتا ہے تو پھر میری بھی یہ گزارش ہے کہ تحصیل گوجر خان کو بھی ضلع کا درجہ دیا جائے۔اس کی بھی 33 یونین کونسلیں ہیں۔معاشی حالات کی وجہ سے، فوجی حالات کی وجہ سے، قانونی اعتبار سے اور اگر ننکانہ صاحب کو سکھوں کا مذہبی گوردوارہ ہونے کی وجہ سے ضلع بنایا ہے تو میرے پاس تحصیل گوجر خان میں کاظمی سادات کا ہیڈ کوارٹر "باباندر شاہ" موجود ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

رائے محمد اسلم خان کھرل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر! ضلع ننکانہ 72 یونین کونسلوں پر مشتمل ہے اور اکیلی تحصیل ننکانہ 37 یونین کونسلوں پر مشتمل ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔اپنی باری پر بات کر لیجئے گا۔آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب والا! میں نے یہ تو قطعاً نہیں کہا کہ ننکانہ صاحب کا ضلع cancel کر دیا جائے لیکن میں نے اپنی عوام کی طرف سے جو کہ ہمارا حق بھی ہے، جو ہماری خواہش ہے، جو تحصیل گوجر خان کے لوگوں کی چاہت ہے وہ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے متعلقہ حکام تک

پہنچانا چاہتا ہوں۔ آخر میں یہ جو coalition ہے، اس وقت جو حکومت ہے اور جو حالات چل رہے ہیں اس پر ایک شعر عرض کروں گا کہ۔

بکھرے بکھرے نہ رہو یک جا بن جاؤ چٹان بن جاؤ
قطرہ قطرہ نہ بہو سمٹو آب رواں بن جاؤ
تمہارے نام سے لرزے گی گردش زمانہ
جس کی نہ ہو تردید وہ بیاں بن جاؤ

بہت مہربانی

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ طیبہ ضمیر صاحبہ!

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب سپیکر! رب ذوالجلال کی کریمیت سے سال 09-2008 کا میزانیہ Honourable House میں پیش ہو چکا ہے۔ انشاء اللہ یہ بجٹ اقوال وافعال کا آئینہ دار ہوگا۔ یہ صرف الفاظ کا گورکھ دھندا نہیں، اس کا راستہ نوائے جمہور کا تعین کرتا ہے جو بالترتیب عملی عظمت انساں کا شاخسانہ ثابت ہوگا۔

Your Excellency, before I address myself to the subject under discussion,

جناب شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! رولز کے مطابق House میں کوئی معزز ممبر لکھی ہوئی تقریر نہیں پڑھ سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! لکھی ہوئی تقریر پڑھنا rules allow نہیں کرتے۔ آپ نے جو بات کرنی ہے وہ کریں اس میں اگر آپ نے کوئی hints لینے ہیں تو Then you can look at that, otherwise آپ نہیں کر سکتے۔

محترمہ طیبہ ضمیر: ok, ok. میں پنجاب کے وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف، وزیر خزانہ، فنانس سیکرٹری اور کیبنٹ کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ انہوں نے ایک complicated cause کو آسان بنایا۔

ہر حال میں حق بات کا اظہار کریں گے
منبر نہیں ہوگا تو سرِ دار کریں گے

جناب سپیکر!وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے اپنے پہلے خطاب میں عدل وانصاف پر جس طریقے سے تفصیلی روشنی ڈالی،اسے میں law reforms کے نام سے یاد کرتی ہوں۔اگر یہ مسودہ ان کی ٹیم اور ہاؤس کی وساطت سے کامیاب ہو جاتا ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ پاکستان میں عدل وانصاف کا راج ہوگا اور عوام کو انصاف فراہم ہوگا کیونکہ ہم جس دین کے پیروکار ہیں اس میں خلفائے راشدین میں حضرت عمر فاروقؓ مدینہ منورہ میں ایک ٹیلے پر تشریف فرما تھے کہ زمین سے تھر تھراہٹ محسوس ہوتی ہے تو حضرت عمر فاروقؓ مخاطب ہوتے ہیں، عمر! تم انصاف نہیں کرتے ہو، جو زمین لرزی ہے۔آج تک اس مقدس سرزمین پر زلزلہ نہیں آیا۔وہی قومیں ترقی پاتی ہیں جو عدل وانصاف کے پیکر سے آراستہ وپیراستہ ہوتی ہیں۔حضرت عمرؓ کی دوبارہ مثال پیش کرتی ہوں۔ جب وہ سرکاری کام کرتے تھے تو وہ سرکار کی طرف سے عطا کردہ ink کا استعمال کرتے تھے۔وہ اپنے ذاتی کاموں کے لئے سرکاری ink تک کا استعمال نہ کرتے تھے۔ہمیں اپنی life میں تبدیلی لانے کے لئے جس طریقے سے سادگی،کفایت شعاری اور خود انحصاری کو بجٹ میں شامل کر کے ایک روایت قائم کی جارہی ہے۔پچھلے دور میں بھی میاں محمد نواز شریف کی قیادت میں میاں محمد شہباز شریف نے جس طریقے سے قوم کو policies دیں اور جس تندہی کے ساتھ ، دیانت کے ساتھ ،امانت کے ساتھ اور خدمت کے ساتھ اپنی قوم کی خدمت کی اور اصلاحات دیں آج تک ان کا کوئی نعم البدل پیش نہیں ہو سکا اور انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ ہم بہت بہتری کی طرف بڑھ رہے ہیں اور بجٹ میں ایک خطیر رقم ایجوکیشن کے لئے رکھی گئی ہے اور اس میں میرٹ پالیسی پر زور دیا گیا ہے۔ہمیں examination process کو neat, clear and fair بنانا ہوگا۔ہمیں examination process پر بھرپور توجہ دینی ہوگی اور جس انداز میں اساتذہ اور بچوں کے لئے میرٹ پر الاؤنسز کا اعلان کیا گیا ہے اس طرح ایجوکیشن سیکٹر میں بہت بہتری آئے گی۔

جناب سپیکر!وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف نے ہیلتھ میں بہتری کا آغاز سروسز ہسپتال میں ایک چھاپہ سے کیا اور اس کے بہت دور رس نتائج برآمد ہوں گے کیونکہ کام چوروں کے لئے میاں محمد شہباز شریف کا نام ایک تھر تھراہٹ سے کم نہیں۔اب قوم کو میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں ایک جدوجہد کرنا ہے اور ملک کی بگڑی تگڑی ہوئی حالت کو سنوارنا ہے۔ ہیلتھ میں کہا جاتا ہے کہ آوے کا آوا ہی بگڑا پڑا ہے۔اس پر بھرپور توجہ دینی ہے۔ادویات کی فراہمی کا اعلان تو ہو چکا اور بہت حد تک کام شروع ہو چکا ہے۔عوام کو ریلیف ملنا شروع ہو گیا ہے اور حکومت کی

اصلاحات عام آدمی تک پہنچنی شروع ہوئی ہیں۔ابھی ہمیں بہت محنت درکار ہے۔ابھی بہت کام کی ضرورت ہے۔ ہمیں متحد ہوکر اپنے حالات کو سنوارنے کی خاطر اس جدوجہد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا ہوگا اور ہم انشاء اللہ تعالیٰ منزل مقصود پر ضرور پہنچیں گے۔

جناب سپیکر! جس طریقے سے پچھلی قباحتیں ہوئیں انہیں ہم فراموش نہیں کر سکتے۔انہیں ہمیں ساتھ لے کر جانا ہے جس طریقے سے ایجوکیشن کی مد میں اشتہاری مہم پر اربوں روپے خرچ ہوئے۔ development and health کے نام پر رقوم کی خورد برد ہوئی۔ میں کس کس ادارے کا نام لوں۔ کہاں پر سفارش ازم،اقرباء پروری اور رشوت ستانی نے ان بدحالیوں کو کس عروج تک پہنچا دیا۔ ہمیں ان سب کا تدارک کرنا ہوگا۔ ہمیں ان سب پر محنت کرنا ہوگی۔ عوام کو بتانا ہے کہ ان لوگوں نے آپ کی فلاح و بہبود کے لئے قومی خزانے کو جس بے دریغ انداز سے تباہ و برباد کیا لیکن اب ہمیں اپنا حصہ کفایت شعاری، سادگی اور بچت سے ڈالنا ہے اور ہم انشاء اللہ تعالیٰ اپنے مقاصد کو ضرور حاصل کریں گے۔

جناب سپیکر! جو کہتے ہیں:

ہم نے سنوارے ہیں بیاباں بہت
کوئی پوچھے اُن سے اجاڑے ہیں گلستاں کتنے

جناب والا! ٹریکٹر گرین سکیم سے انشاء اللہ زرعی انقلاب برپا ہوگا اور ہاؤسنگ سوسائٹی کے بیوگان کے قرض گورنمنٹ خود ادا کرے گی یہ بھی ایک بہت بڑا تاریخی اقدام ہے۔یہ بجٹ کوئی لفاظی کا مجموعہ نہیں ہے۔یہ ایک عمل کا نام ہے لیکن ہمیں اس بیوروکریسی کو بھی ساتھ لے کر چلنا ہے اس کو بھی سمجھنا ہے کہ اب وہ وقت نہیں کہ ہم دعوؤں یا باتوں سے عوام کو بہلا سکیں۔اب ہم نے عملی کام کرنا ہے، implementation کرنی ہے۔اگر اس بجٹ کو عملی طور پر نافذ کر دیا گیا تو یہ بجٹ پاکستان کی تاریخ میں سنگ میل کی حیثیت اختیار کر جائے گا اور میں خصوصی طور پر مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ پنجاب اور پاکستان level پر law and order کی صورتحال بہت حد تک کنٹرول ہو چکی ہے۔اب اتنے خطرے نہیں ہیں کہ کوئی خودکش بمبار باہر نکل کر معصوم انسانوں کی جانیں ختم کر دے گا اس پر اور توجہ دینی ہے۔یہ خطیر رقم جو اس مد میں رکھی گئی ہے اس پر اگر ہم implementation کر لیں گے تو باہر کے ملکوں سے بھی سرمایہ کاری ہوگی اور لوگوں کو روزگار کے مواقع مہیا ہوں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ پاکستان میں بہت بہتری آئے گی۔

جناب سپیکر! شاہینوں کے شہر سرگودھا میں ہمیں صاف پانی چاہیے کیونکہ موجودہ بجٹ میں صاف پانی مہیا کرنے کے لئے کثیر رقوم موجود ہیں۔ ٹیوب ویل لگائے جا سکتے ہیں۔ سرگودھا کو اللہ پاک نے نہروں سے نوازا ہے۔ اگر اس میں حکومت تھوڑی سی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ دو منٹ میری بات سنیے۔ بات یہ ہے کہ جو بجٹ آیا ہے اس پر ممبران کے جو جذبات ہیں وہ سب کو معلوم ہیں اور آپ کے اپنے جو جذبات ہیں اور اس بجٹ کی جو speech ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ لسٹ بہت لمبی ہے۔ اگر ممبران اپنی تقریر پانچ منٹ میں مکمل کر لیں تو جو ممبران کی لسٹ ہے اس کے مطابق سب کو موقع مل جائے گا اور سارے ممبران اپنی بات کر سکیں گے۔ آپ ایک منٹ میں wind up کریں اور آگے تقریر کے لئے تمام ممبران کو پانچ پانچ منٹ ٹائم ملے گا۔

محترمہ طیبہ ضمیر: میں wind up کرتی ہوں سرگودھا میں ایک ہیڈ کوارٹر ہسپتال ہے جو ناکافی ہے کیونکہ آبادی میں بہت اضافہ ہو چکا ہے۔ وہاں پر ایک اور ہسپتال بنایا جائے، dialysis centres بنائے جائیں اور پانی کو صاف کیا جائے۔

اب کی بار ہم چمن والے اپنا حصہ پورا لیں گے
کانٹوں کو جدا کریں گے پھول جدا ہوں گے
شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ چودھری طاہر محمود (ایڈووکیٹ) صاحب!

چودھری طاہر محمود ھندلی (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! پہلے تو میں وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ صاحب کو اتنا اچھا اور متبادل بجٹ جس میں ہر طبقہ کی نمائندگی کی گئی ہے پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اس کے بعد میری بہن نے ایک شعر پڑھا تھا میں اس کی ذرا درستی کر دوں۔ پھر اپنی گفتگو کا آغاز کروں گا۔

ہر حال میں حق بات کا اظہار کریں گے
منبر نہیں ہوگا تو سر دار کریں گے

یہ میری بہن نے شعر پڑھا تھا جو وہ صحیح طرح سے پڑھ نہ سکیں اصل میں شعر یوں ہے کہ :

ہر حال میں حق بات کا اعلان کریں گے
ہم پیروی حمبل و نعمان کریں گے
ہم اہل جنوں اور جھکیں موت کے آگے
ہم جب بھی مرے موت پہ احسان کریں گے

جناب سپیکر! یہاں پر میں نے جناب تنویر اشرف کائرہ اور ان کی ٹیم کو مبارکباد پیش کی ہے۔ وہاں پر میں یہ سمجھتا ہوں کہ بجٹ میں جو کچھ بھی انہوں نے کیا ہے اور جس طرح سے بنایا ہے اس میں بڑے پیارے انداز سے ہر طبقے کی نمائندگی کی گئی ہے۔ میں کچھ تجاویز اپنی طرف سے پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر! فنانس منسٹر صاحب نے زراعت کے لئے جو3۔ارب روپے کا بجٹ رکھا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بجٹ زراعت کے لئے کم ہے کیونکہ زراعت ایک کماؤ پتر ہے اور پاکستان کا 80۔ فیصد زراعت پر انحصار ہے۔ اسمبلی میں جتنے بھی نمائندے موجود ہیں ان میں سے تقریباً 95فیصد لوگ زراعت کے شعبہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ چاہیے تو یہ تھا کہ ہم اس کی detailدیتے اور کہتے کہ ہم منڈی سے شہر تک اور شہر سے دیہات تک، کھیت تک سڑکیں بناتے اور زراعت کے فلاں فلاں جو شعبے تھے ان کو اتنی اتنی مد میں ہم سبسڈی دیتے۔

جناب سپیکر! میرا مشورہ یہ ہے کہ جو زرعی یونین کونسلیں ہیں وہاں پر اتنا بجٹ رکھا جائے کہ ہر یونین کونسل میں زرعی آلات ہوں اور وہ قیمتی زرعی آلات جو چھوٹا زمیندار نہ تو خرید سکتا ہے اگر خرید بھی لے تو ان کی حفاظت نہیں کر سکتا ہے ہر یونین کونسل level پر تمام زرعی آلات موجود ہونے چاہئیں اور وہاں کے ناظم اور سیکرٹری کی ذمہ داری ہو کہ وہاں سے زمیندار وہ آلات لے کر استعمال کر لیں چاہے اس کا تھوڑا بہت کرایہ رکھ لیا جائے اس طرح یونین کونسل کی انکم بھی بڑھ سکتی ہے اور ان زراعت کے آلات کی حفاظت بھی ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر !اس کے علاوہ انہوں نے زرعی تحقیق کے لئے ایک ارب اکیس کروڑ روپے رکھے ہیں جو کہ ناکافی ہیں کیونکہ ہماری زراعت فرسودہ ہے جو پچھلے پچاس، ساٹھ سال، سو سال سے سسٹم چلا آرہا ہوتا ہے وہ اب بھی چلا آرہا ہے جس کی وجہ سے انکم بڑھتی ہے اور نہ ہی زراعت کا کوئی اچھا سسٹم ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر! میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں جناب فنانس منسٹر اور ان کی ٹیم کو کہ جنہوں نے ایک مزدور، ایک غریب اور ایک کسان کی بات کو اس floor پر متعارف کرایا اور جو گدھا گاڑیوں کا ٹیکس والا سسٹم تھا اور پلیٹوں والا سسٹم تھا وہ ختم کر دیا۔ میں مبارکباد پیش کرتا ہوں جس کی وجہ سے وہ غریب لوگ جن کے لئے ایک ہزار روپے کی یا سات سو روپے کی پلیٹ ہوتی تھی اور وہ ایم۔پی۔اے کے گھروں کے دھکے کھاتے تھے کیونکہ وہ اپنے بچوں کا پیٹ ہی نہیں پال سکتے تھے وہ پلیٹیں اور وہ ٹیکس کہاں سے دیں اس کے لئے میں فنانس منسٹر صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! مرکز نے کھاد پر سبسڈی دی ہے اور میں بھی یہ تجویز دیتا ہوں کہ پنجاب کی طرف سے بھی اگر تھوڑا بہت حصہ ہو جائے تو اس کی وجہ سے کسانوں کو کافی مشکلات سے چھٹکارا حاصل ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر! میری تجویز یہ ہے کہ نہروں پر ہائیڈرو پاور پلانٹس لگائے جائیں جن کی وجہ سے کافی انرجی حاصل ہو سکتی ہے۔ اس کے علاوہ ہوا کے ذریعے چلنے والے پلانٹ یا جنریٹر جو تھل میں متعارف کرائے گئے ہیں اس ایک جنریٹر سے چالیس گھروں میں بجلی دی جا سکتی ہے۔ وہ سسٹم تھل میں چل رہا ہے۔ اگر وہ سسٹم پورے پنجاب میں متعارف کرا دیا جائے تو جو مسئلہ بجلی کا بنا ہوا ہے وہ اللہ کے فضل سے حل ہو سکتا ہے۔ سولر انرجی پنجاب میں متعارف کرائی جائے۔ انڈیا میں ٹیوب ویل سولر انرجی کے ذریعے چلائے جاتے ہیں جس کی وجہ سے وہ ملک ہم سے زیادہ بہتر طریقے سے ترقی کی طرف جا رہا ہے۔ وہ سولر انرجی پنجاب میں بھی متعارف کرائی جائے۔ پنجاب سب سے بڑا زرعی صوبہ ہے۔ یہاں پر ٹیوب ویل پر کم از کم 50 فیصد سبسڈی دی جائے جس کی وجہ سے کسانوں کو بڑی سہولت ہو گی اور اللہ کے فضل سے زراعت کے لئے بہت بہتر ثابت ہو گی۔

جناب سپیکر! پنجاب کا پانی میٹھا ہے۔ زہریلی ٹینریوں اور کارخانوں کی وجہ سے جو گندا پانی خارج ہوتا ہے اس کی وجہ سے 200/300 فٹ تک پانی خراب ہو چکا ہے۔ میری استدعا ہے کہ ان ٹینریوں اور کارخانوں کو بند کیا جائے یا ان کو ہدایت کی جائے کہ وہ اپنے کارخانوں میں کم از کم water treatment plant لگائیں جن کی وجہ سے پانی کو محفوظ کیا جا سکے۔ سب لوگ mineral water نہیں پی سکتے غریب لوگ 500/600 فٹ کا بور بھی نہیں کروا سکتے۔ اس وجہ سے ان کو جو 100/50 فٹ پر جو پانی ملتا ہے وہ پیتے ہیں اور وہ لوگ زہریلی گیسوں اور زہریلے

پانی کی وجہ سے ہیپاٹائٹس بی اور سی کے مریض ہوتے جا رہے ہیں اور بیماری کی شرح بڑھتی جا رہی ہے اور جو بجٹ ہیلتھ کے لئے رکھا جاتا ہے وہ بھی کم پڑ جاتا ہے۔

جناب سپیکر! جو تحقیق پہلے ہی پانی کی نچلی سطح کے متعلق ہو چکی ہے، پہلے ہی حکومت پنجاب اور مرکز نے کروائی ہے اس پر عمل نہیں کیا گیا۔ ایک درخت سفیدہ ہے جس کے لئے تحقیق ہو چکی ہے کہ یہ 100 فٹ تک پانی کو damage کر رہا ہے اور پانی کو ختم کر رہا ہے۔ اس کی وجہ سے دوسرے پودوں کو نقصان ہو رہا ہے۔ مگر پنجاب حکومت نے اس تحقیق کے بعد کوئی action نہیں لیا جس کی وجہ سے ہمارا پانی کا سسٹم خراب ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر! میں آخری بات کر کے اجازت چاہوں گا کہ ہمارے ضلع سیالکوٹ میں پچھلی حکومت میں ایک میڈیکل کالج کا اعلان کیا گیا تھا جس کے لئے ہم نے وہاں پر جگہ بھی فراہم کر دی۔ ہمارا سول ہسپتال جس کا نام علامہ اقبال ہسپتال سیالکوٹ ہے، اس کا رقبہ میو ہسپتال سے زیادہ ہے اور پنجاب کے چند ایک بڑے ہسپتالوں میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ وہاں پر عمارت موجود ہے، ہر چیز موجود ہے وہاں پر کلاسیں شروع کر کے پھر سرگودھا میں میڈیکل کالج دے دیا گیا۔ ہمیں میڈیکل کالج سرگودھا کو دینے پر اعتراض نہیں ہے۔ ان کا بھی حق ہے مگر ہم کہتے ہیں کہ ہمارا بھی حق ہے۔ میں آپ کی وساطت سے اپنے وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کو یہ بات پہنچانا چاہتا ہوں کہ ہمارا جو میڈیکل کالج کا حق ہے وہ سیالکوٹ کو واپس دیا جائے اور اس کے لئے رقم مختص کی جائے۔ پاکستان میں سیالکوٹ سب سے زیادہ زرمبادلہ کمانے والا شہر ہے اور سیالکوٹ شہر امپورٹ اور ایکسپورٹ کے حوالے سے پوری دنیا میں جانا جاتا ہے۔ اس سیالکوٹ شہر کو سہولت فراہم کی جائے۔

میں آخر میں وزیر اعلیٰ صاحب، فنانس منسٹر صاحب اور ان کی ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے سیالکوٹ سے لاہور تک موٹروے کے لئے 2۔ ارب روپے رکھے ہیں یہ ایک بڑی رقم اور ایک بڑی کوشش ہے۔ سیالکوٹ کے عوام آپ کے مشکور و ممنون ہیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب سپیکر! چھٹا نمبر میرا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اپوزیشن کا بھی حق ہے۔ آپ بیٹھیں ان کے بعد آپ کو ٹائم ملے گا۔

شیخ علاؤالدین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں صرف آپ کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ پہلے ہی کچھ معزز ممبران نے کافی وقت لیا ہے لیکن اب چونکہ آپ نے حکم دے دیا ہے اس لئے میں صرف اپنے points کو briefly touch کروں گا۔ آپ مہربانی فرما کر اتنا ٹائم ضرور دیجئے گا کیونکہ میرے خیال میں یہ بڑے اہم points ہیں۔ سب سے پہلے تو میں وزیراعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کو اور اپنے بھائی تنویر اشرف کائرہ کو موجودہ حالات میں ایک متوازن بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد دیتا ہوں لیکن اس کے ساتھ ساتھ میری کچھ تجاویز ہیں جن میں بنیادی تجویز یہ ہے کہ تمام دنیا میں بجٹ آنے سے پہلے pre-budget seminar ہوتے ہیں۔ میرے حلقے کے مسائل، آپ کے حلقے کے مسائل یا جناب تنویر اشرف کائرہ صاحب کے حلقے کے مسائل مختلف ہیں۔ اگر constituency-wise discussion نہیں ہو سکتی تو کم از کم district-wise discussion بجٹ سے پہلے آنی ضروری ہے۔ تیار کھانے کو کتنا ایک modify کر سکتا ہے یہ سب جانتے ہیں۔ بجٹ جہاں پر بنتا ہے یا جن لوگوں کے ہاتھوں سے بنتا ہے ان کا ground reality سے اتنا تعلق نہیں ہوتا اس لئے میری بنیادی تجویز یہ ہے کہ آئندہ pre-budget seminar لازمی کرائے جائیں اور ان میں کم از کم ضلع وار نمائندگی ضرور بلائی جائے۔ میں وقت بچانے کے لئے صرف اتنا عرض کروں گا کہ ماتحت عدلیہ کے لئے الاؤنس میں جو اضافہ کیا گیا ہے وہ بہت اچھی پیشرفت ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی چاہوں گا کہ ماتحت عدلیہ کو تحفظ بھی دیا جائے، بلیک میل اور ایسے عناصر سے بھی ان کو بچایا جائے جن کی وجہ سے وہ انصاف کرنے میں بہت دقّت محسوس کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں مختصراً یہ عرض کروں گا کہ 1865 کا سرندر نار بینرجی کیس سامنے رکھتے ہوئے ماتحت عدلیہ کے تمام فیصلوں میں سے چند فیصلوں کو scrutinized کیا جائے تاکہ ججوں کو بھی پتا ہو کہ اگر میں نے 100 فیصلے کئے ہیں تو ان میں سے تین فیصلے ایسے اٹھا کر ان کو مثال بنا دیا جائے جیسا میں نے پہلے کلکتہ ہائی کورٹ کا 1865 کا سرندر نار بینرجی کیس کا ذکر کیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمیں یہ بھی اندازہ ہے کہ امریکہ میں 96 فیصد کیس out of court decide ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ ہمارے ہاں یہ ایک حقیقت ہے بلکہ میں آپ کو آج بتانا چاہتا ہوں کہ خود میں نے ایک کیس ساڑھے 37 سال بعد جو میرے والد نے شروع کیا تھا اب آ کر سپریم کورٹ سے جیتا ہے اور اس کا بھی پتا نہیں کس مصیبت سے میں نے قبضہ لیا ہے جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ عام وسائل والے آدمی کے لئے ناممکن تھا اس لئے ہمارے ہاں limitation of the cases ہونا بہت ضروری ہے۔

جناب سپیکر! ہسپتالوں میں مریضوں کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے وہ سب کے سامنے ہے۔ لیکن اس کے لئے جب تک ہم ڈاکٹروں اور ملٹی نیشنل کمپنیوں کے مافیا کا آپس میں link نہیں توڑیں گے یہ حالات کبھی بھی بہتر نہیں ہوں گے۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ private clinics میں تو عام بندہ جا ہی نہیں سکتا اور وہ لوگ جن کے پاس کوئی resources نہیں ہیں وہ ٹھوکریں کھا رہے ہیں اور اربوں روپے کی امداد دینے کے باوجود سرکاری ہسپتالوں کی حالت عجیب ہے۔ میاں محمد شہباز شریف نے کل بھی ایک ہسپتال کا visit کیا ہے، سروسز ہسپتال کا visit کیا ہے اور اس کا کیا حال ہے؟ یہ تو وہ ہسپتال ہیں جو دارالحکومت لاہور کے اندر ہیں۔ میں آپ کو عرض کرتا ہوں کہ میرے شہر چونیاں کا جو ہسپتال ہے میں اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود وہاں پر آج تک ناجائز میڈیکل سرٹیفکیٹ نہیں روک سکا۔ Unending litigation میں یہ ڈاکٹر لوگوں کو ڈال دیتے ہیں، چھ ہزار روپیہ دیں اور جیسی مرضی ٹوٹی ہوئی ہڈی کا نتیجہ لے لیں، دس ہزار روپیہ دیں rape کا نتیجہ لے لیں۔ اس کے لئے سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ ان ڈاکٹروں کو خدا کا خوف دلایا جائے تاکہ یہ لوگوں کے مسائل حل کر سکیں اور لوگ دربدر نہ پھریں۔ private clinics بھی انہی ڈاکٹروں کا کیا دھرا ہے اور دوائیاں بھی انہی کی وجہ سے مہنگی ہیں لہٰذا اس کے لئے خصوصی توجہ کی ضرورت ہے۔ میری ایک تجویز ہے کہ تمام ہسپتالوں کو ایک central monitoring cell کے تحت وزیراعلیٰ ہاؤس سے ملایا جائے تو اگر 100 شکایتیں آئیں گی تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ان میں سے دس شکایتیں سچی ہوں گی اور اگر ان دس شکایتوں کی بنیاد پر ہی ان کے خلاف کارروائی کی جائے تو حالات بہت بہتر ہو سکتے ہیں۔ غریبوں کے لئے اس بجٹ میں بہت کچھ رکھا گیا ہے لیکن ایک حقیقت ہے کہ ہمارے ملک میں خاص طور پر پنجاب میں دس دس، پندرہ پندرہ ایکڑ کے مالکان بھی سرکاری نوکری کو ترجیح دے رہے ہیں اور پانچ چھ ہزار کی نوکری کرنا چاہتے ہیں لیکن زراعت کی طرف نہیں آنا چاہتے۔ یہ چھوٹی چھوٹی نوکریاں یہاں تک کہ سپاہی بننا پسند کرتے ہیں لیکن اس کی وجہ یہ ہے اور نہایت دکھ اور افسوس سے مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ میں اپنے جذبات کیسے بیان کروں کہ شوگر ملوں نے اس ملک کے کسانوں کا بیڑا غرق کر دیا ہے۔ خدا کی قسم! یہ شوگر ملوں والے قصائی ہیں۔ میرے حلقے میں ایک شوگر مل ہے، میں اپنے کچھ کسانوں کو لے کر مل والے کے پاس گیا تو اس نے مجھ سے کہا کہ آپ کو تو میرے پاس اکیلا آنا چاہیے تھا تو میں نے کہا کہ بھئی! میں آپ کے پاس کیوں اکیلا آتا، آپ ان کسانوں کے پیسے دے دیں تو انہوں نے مجھ پر بڑا احسان عظیم فرما کر کہا کہ جنوری میں جو گنا آیا تھا اس کے پیسے میں دے دیتا ہوں تو میں نے کہا کب

تک پیسے دو گے تو اس نے کہا کہ پندرہ مارچ تک دوں گا جو کہ نہیں دیئے اور وہ ملک سے باہر چلا گیا۔ میں نے اس سے رابطہ کیا تو واپس جب ملک آیا تو اس نے جنوری کے پیسے بڑی مشکل سے 31۔مارچ کو دیئے۔ فروری مارچ کے گنے کے پیسے لوگوں کو آج تک نہیں ملے۔ میں نے کہا کہ تم ایسا کرو کہ ان میں سے کچھ لوگوں کو چینی دے دو تاکہ یہ اپنی ضروریات پوری کر سکیں تو اس نے بڑا احسان فرما کر ان کو چینی دینے کا وعدہ کیا، وہ مجھے کہنے لگا کہ میں ساڑھے 23 روپے میں بیچ رہا ہوں لیکن 24 روپے فی کلو دوں گا۔ خدا کی قسم! میں ان لوگوں کی وجہ سے اتنا پریشان ہوں۔ 24 روپے میں چینی دینے کے بعد اس نے کہا کہ میں ان کو چینی دے دوں گا لیکن اس نے 24 روپے میں چینی نہیں دی اور ایک عجیب بات کی اور کہنے لگا کہ شیخ صاحب! اب چینی کا ریٹ بڑھ گیا ہے تو میں نے کہا کہ یہ آپ کا سرمایہ تو نہیں ہے، آپ ان کو چینی دے دو۔ اب یہ لوگ اسی لئے زراعت سے بھاگ رہے ہیں۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ آج تک ان مل والوں نے کسانوں کو پیسا نہیں دیا، لوگ C.P.R لئے پاگلوں کی طرح بھاگ رہے ہیں اور 7، 10، 15، فیصد تک اپنے C.P.R بیچ رہے ہیں۔ آج بھی ہم جن ہندو مہاجنوں کو گالیاں دیتے ہیں ان سے بڑے چور بیچارے کسانوں سے C.P.R لے کر ان کو لوٹ رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ کسانوں کا اگر 100 من کا گنا ہو تو ان کو 80 من شمار کیا جاتا ہے اور کہتے ہیں کہ تمہارا گنا گندہ ہے اور خشک ہو گیا ہے ہم تمہیں اس کی 80 من کاٹ دیں گے۔ آپ بتائیں کہ اتنے بلند و بانگ دعووں کے باوجود کیسے کوئی کاشت کرے گا تو میں مختصراً عرض کر رہا ہوں کہ ان کی ادائیگی کے لئے میرے پاس ایک تجویز ہے کہ ان کے ساتھ ایک بنک ونڈو بنائی جائے جو مل C.P.R کے بدلے پیسا نہیں دیتی بنک اس کو وہیں پیسا دے اور مل والوں کو straight away 18 percent mark up لگائے تو ان کا دماغ ٹھیک ہو جائے گا، اس کے علاوہ اس کا کوئی اور حل نہیں ہے۔ میں ہائی کورٹ کے اس جج کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جس نے شوگر مل کے ایک مالک کے خلاف پرچہ درج کروایا اور اب اس کی ادائیگیاں شروع ہو گئی ہیں۔ کیا یہ زیادتی نہیں ہے کہ جن لوگوں نے غریبوں کا گنا رکھ کر اپنی ملوں کے گودام بھرے ہوئے ہیں ان کی بنیاد پر وہ اپنی ملیں چلا رہے ہیں۔ خدا کے لئے ان غریب کسانوں کے لئے کچھ سوچیں، اگر ہم attraction نہیں دیں گے تو ہمارا کسان بھاگ جائے گا۔ یورپ ہمیں کہتا ہے کہ آپ اپنے کسانوں کو subsidy نہ دو۔ امریکی حکومت ساڑھے 3۔ارب ڈالر کی سبسڈی صرف اپنے کسانوں کو دیتی ہے، انہوں نے بیلی کا پٹہ رکھے ہوئے ہیں اور ہمیں کہتے ہیں کہ subsidy نہ دو۔ ہم subsidy نہیں دیں گے تو ہمارا کسان کہاں سے کاشت کرے گا؟ اس کے

علاوہ جعلی کھاد اور ادویات کا المیہ ان کے ساتھ ساتھ ہے۔ ایک طرف ان کو گنے کی ادائیگی کے حوالے سے لوٹا جاتا ہے اور دوسری طرف جعلی کھاد اور ادویات بیچ کر لوٹا جا رہا ہے جس کے لئے آج تک ہم کچھ نہیں کر سکے۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ پچھلی حکومت میں subsidy دی گئی تو میں نے اس وقت یہ کہا تھا کہ sold stock پر subsidy دی گئی ہے اور اس میں اربوں روپیہ کھایا گیا ہے۔ sold stock وہ stock تھا جو مہینہ پہلے بِک چکا تھا جب گورنمنٹ نے declare subsidy کی تو انہوں نے وہ sold stock اپنے stock میں دکھا کر subsidy لینے کے باوجود کسان کو مہنگی کھاد بیچی۔ یہ بہت بڑا المیہ ہے اور اس کی تحقیقات ہونی چاہئے اور آئندہ ایسے اقدامات ہونے چاہئیں کہ یہ معاملات سنبھل سکیں۔

جناب سپیکر! خوراک، پانی، بجلی ہم سب یہاں پر باتیں کرتے ہیں لیکن یہ کتنی بڑی زیادتی ہے کہ کالا باغ ڈیم پر ہم صرف کسی مصلحت کی بناء پر خاموش ہیں اور بات نہیں کرتے کہ ہمارے لئے وہ کتنا ضروری ہے۔ کالا باغ ڈیم سب کو یہاں پتا ہے، ان لوگوں کو بھی پتا ہے جو مخالفت کرتے ہیں نہ صرف پنجاب بلکہ پورے ملک کے لئے ضروری ہے۔ ہمیں اس منافقت کو چھوڑ کر اس کے لئے کوئی ٹھوس پالیسی بنانی چاہئے تاکہ کالا باغ ڈیم بنے اور ہماری آنے والی نسلیں ہم سے ناراض نہ ہوں، ہمیں گالیاں نہ دیں۔ میں آج آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر ہم نے کالا باغ ڈیم کے لئے مخلص ہو کر کام نہ کیا تو آنے والی نسلیں ہمیں بالکل معاف نہیں کریں گی بلکہ ہمیں گالیاں دیں گی۔ میرے حلقہ میں نہری پانی کا مسئلہ اتنا زیادہ ہے اور اتنے زیادہ حالات خراب ہو چکے ہیں کہ میں آپ کی وساطت سے محترم وزیر آبپاشی سے گزارش کروں گا کہ وہ میرے حلقے کے پانی کے مسائل پر خصوصی توجہ دیں۔

جناب والا! اس بجٹ میں بہت کچھ کہا گیا ہے لیکن میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت ہمیں اپنے لوگوں کو سب سے زیادہ educate کرنے کی ضرورت ہے۔ میں یہ بات اس ایوان کے سامنے لانا چاہتا ہوں کہ ہمیں اس وقت سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ ہم saving کریں کہ ہمارا saving rate پورے ایشیا میں سب سے کم ہے۔

جناب سپیکر! ہمارا بنکر ہمارے لوگوں کو لوٹ رہا ہے اور 34 فیصد تک سود وصول کیا جا رہا ہے۔ اس سود میں تمام consumer ہیں۔ تمام ایسی items ہیں، جتنے کریڈٹ کارڈز ہیں ان کو اس طرح allure کیا جا رہا ہے کہ لوگوں کو لوٹا جا رہا ہے۔ حکومت کی طرف سے کوئی education نہیں ہے۔ اب تو حالات یہ ہیں کہ عمرہ جیسی ایک مذہبی عبادت کے لئے بھی قرضے

کے لئے کہا جا رہا ہے اور اس پر باقاعدہ ٹی۔ وی پر اشتہارات آ رہے ہیں۔ اس کے لئے ہماری طرف سے لوگوں کو educate کرنے کی ضرورت ہے کہ بنکوں کا منافع آج جو صرف پانچ سال پہلے 7۔ ارب تھا اچانک سوا کھرب کیسے ہو گیا ہے۔ یہ جب تک لوگوں کو نہ بتایا جائے گا کہ لوگوں کو ہی لوٹ کر یہ منافع آیا ہے۔ لوگوں کو یہ پتا نہیں چلے گا۔ لوگ جس ریٹ پر اپنے ایک fictitious living standard کو اپنائے ہوئے ہیں اسے روکنا ہماری حکومت کا فرض ہے۔ ایک سستا راشن سکیم شروع ہوئی تھی۔ آج بھی اس بجٹ میں بات کی گئی ہے کہ سستا راشن کے لئے کچھ کیا جائے گا۔ میں نے اس وقت بھی یہ عرض کیا تھا کہ "سستا راشن" سکیم ایم۔ پی۔ اے صاحبان کے ذریعے چلائی جائے۔ ہر ایم۔ پی۔ اے کو یہ کہا جائے کہ وہ اپنے حلقے میں تیس outlet کھولیں اور ان outlets کے تحت سستا راشن بانٹیں لیکن میری تجویز پر آپ کو معلوم ہے کہ اس وقت بھی عمل نہیں کیا گیا تھا۔ پھر اس کا practically ہوا کیا تھا کہ 177 روپے والا فارم دکاندار نے صرف 70 روپے میں خریدا تھا اور اس میں یونین کونسل کے سیکرٹریوں اور پٹواریوں نے مل کر تحصیل کے عملے کے ساتھ اس غریب قوم کا اربوں روپیہ کھا لیا اور ایک عام آدمی کو "سستا راشن" سے کچھ نہیں ملا۔ آئندہ کے لئے جو حکومت اگر سستا راشن دینا چاہتی ہے تو ہر ایم۔ پی۔ اے کو اس کے حلقے میں یہ ہدایات دی جائیں کہ وہ اس کے لئے outlet کھولیں اور اپنی نگرانی میں سستا راشن تقسیم کروائیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

رانا محمد افضل خاں: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا محمد افضل خاں: جناب سپیکر! میرے فاضل رکن نے یہاں پر 97 کی حکومت کے دور میں جو آٹا کارڈ اور سستا راشن سکیم شروع کیا تھا اس پر یہ کہتے ہوئے کہا کہ لوگوں کو آٹا سستا نہیں ملا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات درست نہیں ہے کیونکہ اس دور کی چند کامیابیوں اور خوبیوں میں سستا آٹا کارڈ سکیم اور اس کی کامیابی اور جس طرح سے لوگوں کو 100 روپے میں آٹے کا تھیلا ملتا تھا وہ ہماری اس دور کی حکومت کی بہت بڑی کامیابی تھی۔ میں ریکارڈ کی درستی کے لئے یہ بات کرنا چاہتا تھا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں فاضل رکن سے کہتا ہوں کہ میں 1997 کی بات نہیں کر رہا۔ میں اپنی ہی حکومت جس کو "ق لیگ" کی حکومت کہتے ہیں اس کی بات کر رہا ہوں 1997 کی میں بات ہی نہیں کر رہا۔ بہر حال بہت بہت شکریہ

جناب سپیکر! منافع خوری کے لئے بجٹ میں کہا گیا ہے۔ آپ کو معلوم ہے اور آپ بھی اسی لاہور میں رہتے ہیں کہ پچھلے دو دنوں سے لاہور میں ڈیزل اور پٹرول نہیں مل رہا۔ اس منافع خوری کو کیسے روکیں گے؟ Consumer Act ہم نے اور آپ نے، سب نے مل کر پاس کیا تھا۔ Consumer Act بالکل بے کار ثابت ہو چکا ہے۔ آپ کو پتا ہے کہ پچھلے دو دنوں سے لاہور میں ڈیزل اور پٹرول نہیں مل رہا اور ہم سب جانتے ہیں کہ وہ ڈیزل اور پٹرول کیوں نہیں مل رہا، ہم ان کے لئے کچھ نہیں کر سکے۔ جب تک منافع خوری کو روکنے کے لئے بنیادی roots پر کام نہیں کیا جائے گا۔ مانیٹرنگ سیل نہیں بنائے جائیں گے۔ Consumer Court کے تحت ایک کورٹ بنی ہے اس کو مانیٹرنگ کے لئے کہنا ضروری ہے۔

جناب سپیکر! لاہور میں کسی وقت سبزیاں قریب سے آیا کرتی تھیں۔ میری استدعا ہے کہ لاہور کی urban limit قائم کی جائے۔ آج حالات یہ ہیں کہ لاہور سے سو کلومیٹر دور بھی پلاٹ مافیا، پلاٹ بنا کر سات آٹھ لاکھ روپے ایکڑ کی زمین کو 80,70 لاکھ روپے ایکڑ کے حساب سے بیچ رہا ہے۔ اس کا اگر فوری طور پر تدارک نہ کیا گیا تو آپ یقین کر لیں کہ لاہور سے اوکاڑہ تک جس طرح betties میں تباہ حال قسم کے slumps create ہو گئے ہیں، یہ معاملہ بڑھتا جائے گا۔ کوئی حکومت، میں کہتا ہوں کہ امریکہ جیسے وسائل والی حکومت بھی اتنے بڑے پیمانے پر patches میں بجلی دے سکتی ہے اور نہ ہی سیوریج دے سکتی ہے۔ آج جوہر ٹاؤن میں تو 20 فیصد سے زیادہ construction نہیں ہو سکی اور دوسری طرف ہم دیکھیں کہ سو کلومیٹر دور تک چلے گئے ہیں۔ آج تک اس پر کوئی کام نہیں ہوا۔ میری استدعا ہے کہ urban limit فوری قائم ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر! ٹریکٹر سکیم کے لئے ایک لاکھ روپے کی تجویز بہت اچھی ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ صرف tested brand کے ٹریکٹر دیئے جائیں۔ پہلے ایسے بھی ہوا ہے کہ non tested brand کے ٹریکٹر آ گئے جن کے بعد میں پارٹس ملے اور نہ وارنٹی اور وہ کسانوں کے لئے تباہی کا باعث بنے۔

جناب سپیکر! طالب علموں کے لئے ایئر کنڈیشنڈ بسوں کی تجویز بہت اچھی ہے لیکن میں یہ عرض کروں گا کہ یہ صرف بڑے شہروں کے لئے کیوں ہے، چھوٹے شہروں کے لئے کیوں نہیں ہے؟ آپ یقین کریں کہ چھوٹے شہروں میں اور suburbs میں بچیاں صرف اس لئے والدین نہیں بھیجتے کہ ان کو خوف ہوتا ہے کہ ان کی بچیاں پریشان ہوں گی۔ آپ کو سن کر خوشی ہو گی کہ میں نے

اپنے حلقہ میں بچیوں اور لڑکوں کے لئے چار بسیں خود دی تھیں جن کی وجہ سے ہمارے کالجز میں اتنی زیادہ تعداد میں بچیاں بڑھ گئیں جو پچھلے پانچ سال میں نہیں بڑھی تھیں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ بچیوں کے لئے خاص طور پر انتظام کیا جائے اور چھوٹے شہروں میں بھی کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں اپنے بھائی وزیر خزانہ کی توجہ ایک بہت اہم نکتے کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ بیوٹی پارلرز اس ملک میں، اس پنجاب میں اتنا bowing business کر رہے ہیں۔ یہ وہ بزنس ہے جو چند لاکھ سے کروڑوں کی turn over کر رہا ہے۔ اس پر کوئی ٹیکس نہیں ہے اور ان کے چلانے والے اتنے پاور فل ہیں کہ ان کی سوشل سیکورٹی ہے، ان کے ایمپلائز old age benefit ہیں، ان پر انکم ٹیکس ہے اور نہ ہی سیلز ٹیکس ہے۔

جناب سپیکر! میں مختصراً عرض کروں گا کہ ایک بیوٹی پارلر نے ایک دن میں 109 دلہنیں تیار کیں۔ میں اپنے بھائی وزیر خزانہ سے یہ گزارش کروں گا کہ بیوٹی پارلر ٹیکس کے حوالے سے اتنا بڑا ہیڈ ہے کہ ان پر آپ کم از کم سو فیصد ٹیکس لگائیں۔ یہ دلہن تیار کرنے کا ایک ایک لاکھ روپے لے رہے ہیں۔ جبکہ اس پر صرف تین ہزار روپیہ لگتا ہے۔ میں میک اپ کو بھی سمجھتا ہوں میں اس لئے کہتا ہوں کہ تین ہزار روپے میں ایک لاکھ روپیہ وصول کیا جاتا ہے اور پھر "بھوتنا" سا بنا کر پیش کر دیتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ وزیر خزانہ صاحب نے ایک بڑی اچھی تجویز دی ہے؟ (قہقہے)

جناب نجف عباس سیال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب نجف عباس سیال: جناب سپیکر! میرے پیارے دوست شیخ صاحب نے کہا ہے کہ وہ میک اپ کو سمجھتے ہیں۔ کیا یہ ہاؤس میں وضاحت کریں گے کہ ایم۔پی۔اے سے پہلے یہ کسی بیوٹی پارلر میں کام کرتے رہے ہیں یا جو انہوں نے تخمینہ بتایا ہے یا جو اندازہ لگایا ہے ان کی اس بات کی تو میں پر زور تائید کرتا ہوں کہ بیوٹی پارلر پر ٹیکس لگنا چاہئے لیکن میرے دوست نے جو یہ کہا ہے کہ میک اپ کو سمجھتے ہیں۔ کیا یہ وضاحت کر دیں گے کہ یہ کیسے سمجھتے ہیں؟ (قہقہے)

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ بیوٹی پارلرز پر 95فیصد ہماری بہنیں،مائیں جاتی ہیں اس لئے میری گزارش ہے کہ میری کسی بہن کی طرف سے اس کی نمائندگی کی جائے اوران سے بھی proposal لی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں وزیر خزانہ صاحب سب نوٹ کر رہے ہیں۔میرے خیال میں شیخ صاحب کو بات ختم کر لینے دیں۔باری باری آنے دیں اور خواتین میں سے جو سب سے زیادہ میک اپ کرتی ہیں اگر وہ بات کرنا چاہتی ہیں تو کر لیں۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!میرے بھائی نجف سیال صاحب کی اپنی ایک فیلڈ ہے اور انہوں نے اپنی فیلڈ کے بارے میں تو آج تک بتایا نہیں کہ یہ لاکھوں سے کروڑوں،اربوں کیسے ہوتے ہیں تو میں کیسے بتادوں؟(قہقہے)

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،فرمائیں!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری:شکریہ۔جناب سپیکر!میری صرف یہ گزارش ہے اور مجھے یہ تکلیف ہوئی کہ ایک طرف میں سمجھتی ہوں کہ یہ point بالکل justified ہے کہ اگر اپنے پنجاب کے ریونیو کو بڑھانے کے لئے کسی ایسے سیکٹر پر ٹیکس لگانے کی بات کی جائے جو پہلے ہی بہت نفع میں چل رہا ہے اور ہم جانتے ہیں کہ بیوٹی پارلرز کی آمدنی کس حد تک ہے جو اسے ایک serious debates کرنے کی بجائے،اس کو serious issue لینے کی بجائے ہنسی مذاق میں لینا تو کیا اس ہاؤس میں بیٹھی خواتین صرف ہنسی مذاق کے لئے ہیں؟یعنی جب بھی کوئی ایسی بات ہو تو آپ ہنسی مذاق ہمارے اوپر تھوپ دیں تو میں یہ سمجھتی ہوں کہ اس کی اجازت اس ہاؤس میں نہیں دی جاسکتی۔ ہم خواتین بھی وہی کردار ادا کر رہی ہیں جو اس ہاؤس میں بیٹھے ہوئے ہمارے بھائی ادا کر رہے ہیں۔وہ بھی عوامی نمائندے ہیں اور ہم بھی عوامی نمائندے ہیں اس لئے اس طرح کے issues کے اوپر ہنسی مذاق اور اس قسم کی باتوں کی اجازت نہیں دی جانی چاہئے۔میں endorse کرتی ہوں اس بات پر کہ پنجاب کا ریونیو بڑھانے کے لئے بیوٹی پارلرز پر ٹیکس ضرور ہونا چاہئے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر:میں ذاتی طور پر یہ سمجھتا ہوں کہ اس وقت پنجاب کا یہ بجٹ ایک انتہائی تاریخی بجٹ ہے کیونکہ اس وقت پنجاب ایک محرومی کا شکار ہے اور آج آپ لوگ بھی یہاں پر جو

discussion کر رہے ہیں پنجاب کے عوام اس کو سن رہے ہیں اور انشااللہ تعالیٰ اس ہاؤس کے اندر جو تجاویز آپ دے رہے ہیں ان کو وزیر خزانہ صاحب نوٹ بھی کر رہے ہیں اور at the end اس کا فائدہ بھی پنجاب کے عوام ہی کو ہونا ہے تو میری صرف اتنی گزارش ہے کہ اس وقت شیخ علاؤالدین صاحب کے بڑے valid points ہیں تو ہم ان کو سن لیں اور میں باقی دوستوں کو بھی ٹائم دوں گا۔

راؤ کاشف رحیم خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

راؤ کاشف رحیم خاں: شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ میرٹ کی بات کر رہے ہیں تو شیخ صاحب کافی دیر سے floor پر کھڑے ہو کر تقریر کر رہے ہیں اور آپ نے پانچ پانچ منٹ ہر ایک مقرر کو دینے کی بات کی تھی تو میری گزارش ہے کہ انہیں بھی ٹائم اتنا ہی دینا چاہئے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: راؤ صاحب! میں سمجھتا ہوں کہ شیخ صاحب اپوزیشن کی نمائندگی کر رہے ہیں تو میرے پاس جو نام آئے ہوئے ہیں میں اس حساب سے دیکھ کر ہی ٹائم دے رہا ہوں۔ شیخ صاحب کے point بڑے valid ہیں اور اپوزیشن کا اس میں input آنا بڑا اہم ہے۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اپنی بات کو مزید مختصر کرتا ہوں لیکن اس کے لئے مجھے تھوڑا سا وقت درکار ہے۔ ابھی 6/5 منٹ ہوئے گھنٹی بجی ہے لیکن یہاں پر 25/25 منٹ تک لوگوں نے تقریر کی ہے۔

جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ generic ناموں سے دوائیوں کا استعمال بہت اچھا ہے لیکن ملٹی نیشنل کمپنیوں کا پروفیسروں کے ساتھ جب تک جوڑ توڑ ختم نہیں کیا جائے گا حالات بہتر نہیں ہوں گے۔ پینے کے پانی کے بارے میں صرف مختصراً یہ عرض کرنا ہے کہ فلٹریشن پلانٹ اربوں روپے سے لگائے گئے۔ میں بتانا یہ چاہتا ہوں کہ میری کوشش کے باوجود اور وزیر اعظم شوکت عزیز تک سے تحریری request کے باوجود میرے شہر چونیاں کا فلٹریشن پلانٹ صرف 15 دن تک چل سکا ہے اور اس کے اندر پورے پنجاب میں جو اربوں روپے ضائع ہوئے ہیں، اس کی انکوائری بہت ضروری ہے۔ کالجز اور پروفیشنل کالجز میں سیلف فنانس سکیم ختم کر دی گئی ہے۔ جیسا کہ حکومت نے اعلان کیا ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بہت زیادتی ہوئی ہے۔ سیلف فنانس سکیم ختم نہیں ہونی چاہئے

تھی۔ بات یہ ہے کہ ہمارے یہاں بیٹھے ہوئے لوگ بھی اور تھوڑے وسائل کے لوگ بھی اپنے بچوں کو تو باہر کروڑوں روپے دے کر پڑھانا چاہتے ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اگر ایک بچہ سیلف فنانس کے تحت اپنے پیسے دے کر اپنے چار ساتھیوں کو پڑھا دیتا ہے۔ اگر ایک بچے کے اوپر دس لاکھ روپیہ لگتا ہے اور اگر ایک بچہ وہ دس لاکھ روپیہ دے کر چار کو ساتھ پڑھا دیتا ہے تو اس میں کیا برائی تھی؟ یہ ایک بڑی زیادتی ہے۔ ایک طرف ہم سرکاری کالجز میں سیلف فنانس سکیم کو ختم کر رہے ہیں لیکن پرائیویٹ کالجز مثلاً L.U.M.S کے اندر جو بھی فیس وہ مانگتے ہیں آپ دیتے ہیں۔ لاہور سکول آف اکنامکس میں جو فیس وہ مانگتے ہیں، آپ دیتے ہیں تو یہ صرف ایک منافقت ہے۔ ان لوگوں کے لئے جو انہی کے وسائل اور حکومت کے فنڈز کے اوپر بہتری لانے کے لئے پیسا دے رہے تھے۔ یہ ایک بہت بڑی زیادتی ہوئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ سیلف فنانس سکیم دوبارہ شروع کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر! ہمیں جنگلات کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ چھانگا مانگا کا جنگل اب چٹیل میدان نظر آ رہا ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ میں آپ کے سامنے اس ہاؤس میں بھی کہتا رہا ہوں کہ چھانگا مانگا کے چاروں طرف آرے لگے ہوئے ہیں اور وہ جنگل جسے میں بچپن میں دن میں بھی دیکھا کرتا تھا کہ رات کا سماں ہوتا تھا اور آپ یقین کریں کہ آج یوں لگتا ہے کہ جیسے چولستان بن گیا ہے۔ ہم انگریزوں کا چھوڑا ہوا جو جنگل تھا، آپ یقین کریں کہ 1884 کی ریلوے لائن کی، ہمیں شرم آنی چاہئے اور میں شرم سے یہ بات عرض کر رہا ہوں کہ ہم نے وہ ریلوے لائن بھی چوری کر کے بیچ دی ہے۔ حالات ایسے ہیں اور ہم بات کرتے ہیں کہ جنگل بڑھائے جائیں، یہ یہاں سے تقریباً 50/40 منٹ کی drive پر چھانگا مانگا کا جنگل نہیں بچا سکے تو اور ہم کیا بچائیں گے۔

جناب سپیکر! تحفظ ماحولیات کے لئے ایک ارب روپے کی بہت بڑی رقم رکھی گئی ہے لیکن میں عرض کرتا ہوں کہ تحفظ ماحولیات کا محکمہ عملی طور پر ground پر بالکل ناکام ہے۔ آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ پنجاب کی کوئی مل scraper کے ساتھ نہیں چل رہی۔ میں نے مل مالکان سے اس پر بات کی ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ پچھلی اسمبلی میں بھی وزیر ماحولیات ڈاکٹر انجم امجد سے اسی floor پر میرا کافی جھگڑا بھی ہوا تھا اور آج بھی وہی حالات ہیں کہ scraper کے بغیر ملیں چل رہی ہیں اور محکمہ ماحولیات کچھ نہیں کر رہا۔ 1997 کا ایکٹ یہ کہتا ہے کہ کوئی پراجیکٹ بغیر این۔ او۔ سی لئے نہ دیا جائے۔ میں محکمہ ماحولیات سے آپ کی وساطت سے ڈائریکٹ سوال کرتا ہوں کہ آج تک بتا دیں کہ اس نے کوئی این۔ او۔ سی دیا ہے اور اگر دیا ہے تو جو جس کی مرضی آتی ہے وہ اس نے شروع

کر دیا ہے۔ میں آپ سے یہ دعوے سے کہتا ہوں کہ جہاں آپ تشریف رکھتے ہیں، ایک مخصوص پیسے کی limit ہے۔ میں یہاں پر پٹرول پمپ لینے کا آپ کو این۔ او۔ سی لے کر دے سکتا ہوں۔ اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں آج ہی این۔ او۔ سی لے کر دینے کو تیار ہوں۔ عملی طور پر یہ کچھ نہیں کر رہے۔ ان کے اوپر اس اسمبلی کی سخت مانیٹرنگ کی ضرورت ہے۔ محکمہ ماحولیات جب تک اپنے پراجیکٹس کے اوپر جو اس کا اصل کام ہے، توجہ نہیں دے گا اس وقت تک اس کو پیسا دینے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر! ایمرجنسی سروس پنجاب کے دوسرے شہروں میں بھی شروع کرنی ضروری ہے لیکن میں یہاں پر مختصراً یہ عرض کروں گا کہ اس کے لئے ٹینڈر ہونا بہت ضروری ہے۔ ان کی purchases پر توجہ دی جائے اور یہ بھی توجہ دی جائے کہ ان کی بھرتیاں کیسے کی گئی تھیں؟

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ کا یہ فیصلہ بہت ہی پیارا اور شاندار ہے کہ 8۔کلب کو خواتین کی آئی۔ ٹی یونیورسٹی بنا دیا جائے لیکن میں آپ کے توسط سے ایک بار پھر یہ عرض کروں گا کہ وہاں پر لڑکوں کو بھی داخلہ دیا جائے اور جن لڑکیوں کو داخلہ دیا جائے تو ان سے بھی کم از کم پانچ سال کا پریکٹیکل بانڈ لکھوایا جائے کہ وہ تعلیم مکمل کرنے کے بعد پانچ سال ضرور کام کریں گی کیونکہ 60 فیصد سے زائد خواتین شادی کے بعد کام نہیں کرتیں اور قوم کا اربوں روپیہ ضائع ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر! اب میں اپنے بھائی وزیر خزانہ کی توجہ ایک اہم معاملے کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ درآمد شدہ گاڑیوں پر لگژری ٹیکس لگانے کی تجویز بالکل درست نہ ہے۔ میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ سندھ، سرحد اور اسلام آباد میں یہ گاڑیاں رجسٹرڈ ہونا شروع ہو جائیں گی۔ میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک عام لینڈ کروزر اور ایک عام پجارو پر اس وقت بھی پانچ لاکھ روپے ہمارا صوبہ پنجاب ٹیکس لے رہا ہے۔ simple registration پر آپ کو بھی معلوم ہے کہ 4 فیصد اور رجسٹریشن account پر 2 فیصد ہے۔ کوئی لینڈ کروزر استعمال شدہ ایسی نہیں ہے جو 30 لاکھ سے کم ہو اور نئی والی 90 لاکھ کی ہے۔ 4/5 لاکھ روپے پہلے ہی pay ہو رہا ہے اور اس سے میری عرض یہ ہے کہ آپ یقین کر لیں اور اس بات کو لکھ لیں کہ جیسے ہی یہ نافذ ہوگا تو تمام گاڑیاں کراچی، اسلام آباد اور سرحد میں رجسٹرڈ ہوں گی اور میں آپ کو یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب میں سب سے زیادہ rate of token tax ہے اور پنجاب سب سے زیادہ rate of token tax لے رہا ہے تو اس کے ساتھ لگژری ٹیکس لگانا ان پر بہت بڑی زیادتی ہے۔

جناب سپیکر! جتنی duty of گاڑیاں ہمارے ملک میں ہیں تو آپ حیران ہوں گے کہ جرمنی سے U.K اور U.K سے جرمنی لانے پر صرف 21 فیصد ڈیوٹی ہے اور ہمارے ملک میں 110 فیصد ڈیوٹی کر دی گئی ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ میرا اس فیلڈ سے تعلق ہے اور میں جو گاڑی 12 لاکھ میں C & F کراچی پہنچاتا ہوں اس پر حکومت پاکستان مختلف طریقوں سے 45 لاکھ پہلے ہی ٹیکس لے رہی ہے۔ کہیں کچھ ہے اور کہیں کچھ ہے۔ اتنی بھاری ٹیکسیشن کے بعد یہ ٹیکس لینا بھی بہت بڑا ظلم ہے۔

جناب سپیکر! غیر منقولہ جائیداد کے اوپر 6 فیصد خرچ آ رہا ہے۔ لاہور کی کسی ایک کروڑ روپے کی پراپرٹی کو آپ رجسٹرڈ کروائیں تو اس پر 6 لاکھ لیا جا رہا ہے اور اب اس بجٹ میں جو تجویز دی گئی ہے کہ کورٹس کے آرڈر کے تحت اور degrees کے تحت اس کو 2 فیصد کیا جائے تو آپ خود بھی ایک نامور وکیل ہیں اور آپ سمجھتے ہیں کہ لوگ اس طریقے سے collusive ڈگریاں لیں گے اور 6 فیصد کوئی نہیں دے گا۔ ایک فیصد ادھر خرچ کریں گے اور 3 فیصد saving کریں گے۔ اگر انہوں نے کورٹس کے اوپر یہ لاگو کرنا ہے کہ وہاں پر 2 فیصد ہو تو یہ غلط ہے، اس کو بھی یہ 6 فیصد پر لائیں اور آپ خوب سمجھتے ہیں تاکہ collusive ڈگریاں جاری نہ ہوں اور کورٹس پر undue burden نہ پڑے۔

جناب سپیکر! سیلز ٹیکس پوری دنیا میں ایک صوبائی ٹیکس ہے۔۔۔

(اذان ظہر)

جناب سپیکر! چونکہ اذان ہو گئی ہے اور نماز کا وقفہ ہے میں عرض کر رہا تھا کہ sales tax کے issue پر سندھ حکومت نے مرکزی حکومت سے یہ پرزور مطالبہ کیا ہے کہ ہمیں sales tax جو واقعی ایک consumer tax ہے اور پوری دنیا میں صوبائی حکومتیں وصول کرتی ہیں اس پر انہوں نے کہا کہ ہمارا حصہ زیادہ ہے اس لئے یہ ہمیں وصول کرنے دیا جائے۔ میں آپ کے توسط سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ sales tax میں سندھ کا حصہ قطعاً زیادہ نہیں ہے indirectly پنجاب سب سے زیادہ sales tax دیتا ہے۔ میں آپ کو چھوٹی سی بات بتاتا ہوں کہ جو گاڑی کراچی سے چلتی ہے جس پر sales tax کی مد میں صرف دو لاکھ یا اڑھائی لاکھ روپے دیا جاتا ہے اس کا end user پنجاب ہے لیکن سندھ اس کو اپنے حصے میں claim کرتا ہے۔ اسی طرح خوردنی تیل ہے چونکہ اس کی duty وہاں پر

ہوتی ہے وہ اس کو اپنی collection میں ظاہر کرتا ہے حالانکہ اس کا end user ہمارا عام آدمی ہے اور ہمارا پنجاب ہے اس لئے اگر یہ sales tax پنجاب کو مل جائے چونکہ sales tax ایک consumer tax ہے اور future کا tax ہے ہمارے وزیر خزانہ جانتے ہیں کہ آنے والے وقت کا tax جس سے revenue ملے گا وہ sales tax ہے۔ جو جتنا زیادہ خرچ کرے گا اتنا sales tax دے گا اور چونکہ پنجاب سب سے زیادہ خرچ کر رہا ہے اس لئے پنجاب کا federal kitty میں سب سے زیادہ حصہ ہونا چاہیے اس پر ہماری حکومت کو پوری طرح لڑنا چاہیے کہ ہمارا حصہ sales tax میں زیادہ ہے۔ میرے پاس اس کے figures موجود ہیں میں پیش کر سکتا ہوں لیکن میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے۔

جناب سپیکر! پچھلے بجٹ میں 150-ارب روپیہ A.D.P کے لئے رکھا گیا تھا آپ کو سن کر حیرانی ہوگی کہ اس میں سے 80-ارب روپیہ خرچ نہیں ہوا۔ اب جو 80-ارب روپیہ خرچ نہیں ہوا وہ B.F قرار دے کر broad forward لایا جائے اور یہ بھی دیکھا جائے کہ وہ 150-ارب declare ہوا اور اس 150-ارب کا اتنا شور مچا اس میں سے 80-ارب روپے بچا۔ وہ آخر کیوں بچا اور کیوں lapse ہوا؟ میں آخر میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ Punjab Provincial Bank ایک نہایت منافع بخش ادارہ ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ اسی ایوان میں الحمدللہ وہ میں ہی تھا جس نے Pakistan State Oil پر تحریک التوائے کار پیش کی تھی اور آپ نے بھی میری تائید فرمائی تھی اس کا نتیجہ اللہ کے فضل سے یہ ہوا تھا کہ Pakistan State Oil بچ گیا کیونکہ اس پر suo moto ہو گیا تھا اور میں آپ کو یہ بھی بتادوں کہ مجھے اس وقت دھمکی دی گئی تھی کہ تم کون ہوتے ہو اس معاملے میں آنے والے؟ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس قوم پر مہربانی کی تھی اور ساڑھے تین ہزار پٹرول پمپوں والا وہ ادارہ جو سالانہ 15-ارب روپے کما رہا تھا وہ اللہ تعالیٰ نے بچالیا۔ اس کے بعد جو ظلم عظیم ہوا وہ یہ کہ H.B.L 22-ارب روپے میں بیچا گیا اور حبیب بنک نے 22-ارب روپے دو سال میں کما لئے۔ یہ لمبی تکلیف دہ اندوہ ناک کہانی ہے اور اب اتنا بڑا ظلم یہ ہوا کہ شوکت عزیز واپس آ کر یہ بھی بتانے کے لئے تیار نہیں کہ وہ یہاں پر کیا کر کے گیا ہے اور وہ خود وہاں پر چارٹر فلائٹوں میں پھر رہا ہے اس کے پاس کہاں سے پیسا آیا؟ میں صرف یہ چاہتا ہوں اور انشاء اللہ مجھے امید نہیں ہے کہ ایسا ہوگا کہ Punjab Provincial Bank کے بارے میں پنجاب حکومت ایک واضح پالیسی دے کیونکہ وہ ایک منافع بخش ادارہ ہے اور finally میں یہ عرض کروں گا کہ پنجاب بنک میں اتنا ظلم ہوا ہے اور

collator کے بغیر قرضے issue ہوئے ہیں۔ جو بے نامی قرضے issue ہوئے ہیں ان چہروں کو سامنے لایا جائے۔ میں یہ کہتا ہوں کل یہ اطلاع دی گئی ہے کہ 9۔ارب روپے کا فراڈ ہے اللہ پناہ میں رکھے اس سے زیادہ کا فراڈ ہے۔ ان valuer کو بھی پکڑا جائے کیونکہ میری اطلاع کے مطابق ان valuation کرنے والوں کو نہیں پکڑا جا رہا ہے۔ میں اپنے بھائی وزیر خزانہ کو کہتا ہوں کہ آخر ان valuers کو کیوں نہیں پکڑا جا رہا جنہوں نے 10 ہزار روپے کی زمین کو ایک کروڑ روپے کی دکھائی۔ جن زمینوں کا کہیں پر وجود نہیں ہے۔ وہ زمین پر ہے نہ آسمان پر ہے اور نہ مریخ میں ہے۔ ان کے خلاف ان کے عوض declare collator کر کے اس کا پیسا لوٹا گیا۔ پنجاب بنک کو چاہیے تو یہ تھا کہ عوام کو deposit پر دو، تین فیصد زیادہ پیسا دیتا لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے اور میں رک نہیں سکتا کہ اس وقت بنک deposit پر 14 فیصد تک پیسا مانگ رہا ہے اور liquidity نہیں ہے۔ یہ حالات کیوں پیدا ہوئے؟ یہ حالات اس لئے پیدا ہوئے کہ ان بنکوں کو لوٹ کر ڈالر میں transfer کیا گیا اور وہ پیسا باہر لے جایا گیا۔

جناب سپیکر! اجتماعی دعا فرمائیں کہ اللہ ان کا بیڑہ غرق کرے جو اس ملک سے پیسا باہر لے کر گئے ہیں۔ اگر وہ پیسا واپس لایا جائے تو میں آپ سے دعوے سے عرض کرتا ہوں کیونکہ میرا finance exchange سے بھی تعلق ہے میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ یہاں 35 روپے میں ڈالر لینے والا کوئی نہیں ہوگا اگر ہم اس بات پر کاربند ہو جائیں کہ جو شخص اس ملک سے پیسا باہر لے کر گیا وہ شخص اس ملک کا غدار ہے اس شخص پر خدا اپنا قہر نازل کرے۔ یہ جو پیسا قرضے کے عوض لیا گیا اس کو ڈالر میں transfer کیا گیا اور اس کو باہر لے جایا گیا ہے۔ آپ کا بہت بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب خلیل طاہر سندھو!

MR KHALIL TAHIR SINDHU: Mr. Speaker, Thank you very much for your deep concern and love. I will try my best that I will be very short and very material.

سب سے پہلے میں man of steel nerves میاں محمد نواز شریف، ہمارے نوجوان وزیر خزانہ اور ان کی پوری کابینہ کو اسمبلی میں بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ شاید یہ over look ہو گیا ہے یہ intentionally تو میں نہیں کہہ سکتا کہ پورے بجٹ میں وزیر خزانہ کی طرف سے Minorities کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ دس روپے لاکھ نہیں

ہوتے لیکن اگر لاکھ میں دس روپے نہ ہوں تو وہ بھی لاکھ نہیں ہوتا۔ میں Minorities کے حوالے سے گزارش کروں گا کہ ہمارا حلقہ چھوٹا نہیں ہوتا یہ حلقہ پورا پنجاب ہے۔ تخلیق پاکستان کے وقت لاہور میں جہاں اب مینار پاکستان ہے یہ منٹو پارک تھا تو جب objective Resolution پاس ہوئی تو وہاں جو Minorities کے ووٹ تھے انہوں نے قائداعظم محمد علی جناح کا ساتھ دیا اور بہت ساری ایسی جماعتیں تھیں جن کا میں نام نہیں لوں گا جنہوں نے objective Resolution کی مخالفت کی تھی۔ اس کے بعد 23 جون 1947 کو جس نشست پر آپ بیٹھے ہوئے انتہائی معتبر اور محترم لگ رہے ہیں یہاں پر بیٹھے ہوئے اس وقت 177 ممبران پر مشتمل اسمبلی تھی اور فیصلہ یہ ہونا تھا کہ پنجاب پاکستان کا حصہ ہوگا یا انڈیا کا تو پاکستان کے حق میں پنجاب کے لئے 86 اور انڈیا کے لئے ہندوؤں کے 88 ووٹ تھے۔ اس وقت کے تین ممبران جناب فضل الٰہی اور سی اے گبن صاحب نے اٹھ کر پاکستان کے حق میں ووٹ دیا پھر 88 برابر ووٹ ہوئے اور جب 88 برابر ووٹ ہوگئے تو پھر اسی نشست پر بیٹھے دیوان بہادر ایس پی سنگھا صاحب سے قائداعظم صاحب نے فرمایا کہ ہم نے اقلیت میں رہ کر دیکھا ہے، ہم نے اقلیت کا کرب دیکھا ہے۔ اگر اس وقت casting vote نہ ہوتا تو شاید آج یہاں ساری نشستوں پر ہندو بیٹھے ہوتے۔ اس وقت دیوان بہادر ایس پی سنگھا صاحب نے جناب قائداعظم کی بات کو مانتے ہوئے ووٹ دیا۔ آج cabinet speech میرے پاس ہے جس میں یہ درج ہے کہ پنجاب اسمبلی میں ان تین casting votes کی وجہ سے پنجاب پاکستان کا حصہ بنا۔ اس کے بعد قائداعظم صاحب نے 11-اگست 1947 کو فرمایا تھا کہ:

You are free to go to your mosque. You are free to go to your temples.

مذہب اور ریاست کا علیحدہ علیحدہ مسئلہ ہے. State has no concern with it سٹیٹ کے بزنس میں سب برابر کے شہری ہیں۔ 602ء میں میدان عرفات میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ:

There is no superiority on black to white and white to black, Ajam to Arab and Arab to Ajam.

اگر کسی کو کوئی فوقیت حاصل ہے تو وہ تقویٰ کی وجہ سے ہے۔ مگر ہمارے پاس تو قائداعظم کے اقوال رہ گئے ہیں اور ترقی کہیں اور ہو گئی۔

جناب سپیکر! پچھلے آٹھ سالوں میں ہمارے ساتھ زیادتی ہوئی ہے کہ اسمبلی میں ہماری پانچ فیصد نشستیں تھیں لیکن مشرف صاحب نے انھیں سترہویں ترمیم کے ذریعے کم کر کے 3.65 کر دیا۔ ratio کے مطابق آج قومی اسمبلی میں ہماری 14 نشستیں ہونی چاہییں تھیں اور پنجاب اسمبلی میں 16 ہونی چاہییں تھیں۔ میں وزیر خزانہ سے التماس کرتا ہوں کہ تبدیلی cosmetics نہیں ہوتی بلکہ تبدیلی essential ہوتی ہے اگر essential تبدیلی لانی ہے تو پھر مینارٹیز کے لئے ایک proper quota اور proper fund قائم کرنا ہو گا لیکن اس بجٹ میں مینارٹیز کا ذکر نہیں ہے۔ کہتے ہیں کہ:

جینے کو جب سانسیں مانگو سب سے پہلے آنکھیں مانگو
تاریکی میں بسنے والو اجلی اجلی صبحیں مانگو

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہم اس ایوان میں مینارٹیز کے 8 ممبران بیٹھے ہیں اور ہمارا حلقہ پورا پنجاب ہے لیکن ہمارے ساتھ پنشنرز والا سلوک کیا جاتا ہے کہ تھوڑے سے پیسے دے دیئے جائیں تاکہ وہ جی سکے اور نہ مر سکے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ:

This is a positive criticism and this is the betterment for Pakistan.

میری ان باتوں کو negative نہ لیا جائے۔ میں ایک انتہائی اہم بات کرنا چاہتا ہوں اور اس کی انکوائری ہونی چاہیے کہ پچھلے ساٹھ سالوں میں پنجاب پبلک سروس کمیشن کے امتحانوں میں کوئی بھی مسیح امتحان پاس نہیں کر سکا اس کی کیا وجہ ہے، کیا ہم اتنے کند ذہن ہو گئے ہیں؟ یا mysterious mystery اس بات میں لائی جا رہی ہے کہ ہمارے مسیح لوگ قابل بھی ہیں، پڑھے لکھے بھی ہیں لیکن ساٹھ سالوں کی تاریخ میں کوئی بھی پبلک سروس کمیشن کا امتحان پاس نہیں کر سکا۔

جناب سپیکر! یہاں پر ہیلتھ کی بات کی گئی ہے یہاں تو پورا سسٹم breakdown ہو چکا ہے صرف dialysis کرنے سے کام نہیں چلے گا۔ آج دیکھنا پڑے گا کہ کن کن ہسپتالوں میں ادویات مفت ملتی ہیں، پنجاب کے 45 ہزار گاؤں ہیں کیا ان تمام کے ہیلتھ سنٹرز میں ڈاکٹرز بیٹھتے ہیں؟ آج کل وہاں پر بہت بڑے بڑے چودھریوں کی حویلیاں ہیں یا پھر وہاں پر مویشی باندھے جاتے ہیں۔ افراط زر کی شرح 19 فیصد ہے تو پھر کس طرح سے غربت ختم ہو جائے گی؟ اگر میں بار بار اقلیتوں کے contribution کی بات کروں گا تو میرے خیال میں یہ ٹھیک نہیں ہو گا لیکن میری چند

گزارشات ہیں کہ ہمیں ہر سطح پر نوکریاں دی جائیں، مائیکرو فنانس سکیم کے تحت جو قرضہ جات دیئے جانے ہیں ان میں اقلیتوں کو بھی شامل کیا جائے، جب زمینیں تقسیم ہوں تو ان میں بھی۔۔۔

رانا محمد افضل خان: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! میرے فاضل بھائی نے بار بار اقلیتوں کا ذکر کیا اور ان کے ساتھ کچھ ناانصافی محسوس کر رہے ہیں۔میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت ایوان میں جو پنجاب کا بجٹ پیش ہوا ہے وہ سارے پنجابیوں کے لئے ہے اور ہمارے اقلیتی بھائی بھی اسی طرح پنجابی بھائی ہیں جیسے دوسرے پنجابی بھائی ہیں اور ہم ان کا پورا پورا احترام کرتے ہیں اور ان کو ساتھ لے کر چلتے ہیں لہذا میں آپ کے توسط سے استدعا کرنا چاہتا ہوں کہ معزز بھائی ذرا واضح کر دیں کہ وہ کس مد میں extra allocation چاہتے ہیں کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سارے پنجابیوں کے لئے ہے اور اس میں کوئی مذہبی تفریق نہیں ہے۔بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب سپیکر! میں Central Superior Services of Pakistan کی مثال دینا چاہتا ہوں کہ ہندو بھی اقلیت ہیں لیکن ان کے لئے وہاں صفحہ نمبر 19 پر پانچ فیصد کوٹا رکھا گیا ہے اور ہم تو ان سے زیادہ marginalized اور downtrodden ہیں لہذا میں کہنا چاہتا ہوں کہ پنجاب میں اور پاکستان بنانے میں ہمارا بہت زیادہ contribution ہے اس لئے ہماری طرف زیادہ توجہ دی جائے۔

جناب پرویز رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! میرے معزز بھائی اقلیتوں کے حوالے سے بات کر رہے تھے جس پر ہمارے ایک اور معزز ممبر نے کہا کہ پنجاب کی بات کریں۔میں آپ کے توسط سے گزارش کروں گا کہ ہم یہ define کرنا چاہتے ہیں کہ اگر پنجاب اسمبلی میں اقلیتوں کے لئے 8 نشستیں رکھی گئی ہیں تو اس کا ایک مقصد ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ اس کا مقصد یہ ہے کہ جو misprivilege community ہے جب تک اسے up lift کرنے کے لئے کوئی جامع پالیسی announce نہیں کریں گے کوئی مربوط قدم نہیں اٹھائیں گے اس وقت تک up lift نہیں ہو سکے گی۔ہم نے گزشتہ انتخابات میں joint elected system کے تحت ووٹ کاسٹ کئے۔ہمارا یہ موقف ہے کہ سیاست میں مذہب کا کوئی تعلق نہیں ہونا چاہیے۔ہم اس پر clear ہیں کہ یہ کوئی مذہبی ایوان نہیں بلکہ ایک

جمہوری ایوان ہے اور میرے بھائی جو قائداعظم کا حوالہ دے رہے تھے انہوں نے واقعی اپنی پہلی تقریر میں کہا تھا کہ آپ سب اس ملک میں آزاد ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر پر مختصر بات کریں تاکہ ان کی بات بھی مکمل ہو سکے۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! ہم سب پنجابی ہیں اور اس ملک کے برابر کے شہری ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ یہ دھرتی ہماری ہے اور ہم اس کے بیٹے ہیں لیکن جو رویے ہیں اور جو پالیسیاں بنائی جاتی ہیں ان میں ہمیں ignore کیا جاتا ہے۔ ہم استدعا کرتے ہیں کہ سابقہ حکومتوں نے ہمارے ساتھ جو رویے رکھے ہیں انھیں proper ٹھیک کیا جائے چونکہ ہم اس دھرتی کے بیٹے ہیں، اس دھرتی کے مکمل وارث ہیں اور اس دھرتی کے برابر کے شہری ہیں لیکن یہ صرف لفظوں میں نہیں ہونا چاہیے۔ ہمیں کہا جاتا ہے کہ اقلیتوں کو ساتھ لے کر چلیں گے۔ ہمیں کہاں ساتھ لے کر چلیں گے؟ ہم یہ نہیں چاہتے کہ ہمیں ساتھ لے کر چلیں بلکہ ہم تو چاہتے ہیں کہ ہم سب برابر چلیں اور ایک دوسرے کا آسرا بنیں تاکہ یہ پنجاب اور ملک ترقی کرے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! اقلیتی پارٹی سے تعلق رکھنے والے معزز اراکین نے کہا کہ اسلام کا سیاست کے ساتھ کوئی جوڑ نہیں ہے۔ میں تصحیح کے لئے بتانا چاہتا ہوں کہ علامہ اقبال نے کہا تھا:

ہو دین جدا سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

ہمیں اسلام نے ہی یہ درس دیا ہے کہ اپنے ساتھ رہنے والے غیر مسلم بھائیوں کے ساتھ کیسا سلوک کرنا ہے۔ ہم تو تاریخ کو جانتے ہیں کہ جب سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فلسطین فتح کر کے واپس آ رہے تھے تو وہاں کے عیسائی لوگوں نے کہا تھا کہ خدا کے واسطے ہمیں ہمارے عیسائی حکمران کے حوالے کر کے نہ جائیں۔ ہمیں جو امن و سکون آپ مسلمان بھائیوں نے دیا ہے وہ ہمیں اپنے مذہبی بھائیوں سے بھی نہیں ملا اس لئے ہم ان کو یقین دلاتے ہیں کہ ہمارا اسلام مذہب کی حد تک آپ کو پورا support کرے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی بہت شکریہ۔ .No cross talk, please میں نے آپ کو پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کی اجازت دی تھی۔ سندھو صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب سپیکر! میں رانا افضل صاحب کا انتہائی شکر گزار ہوں۔یہاں پر رویوں کی بات ہو رہی تھی آج بھی جب خاکروبوں کی سیٹیں آتی ہیں تو اخبار میں خاص طور پر لکھا جاتا ہے کہ خاکروب کی سیٹ غیر مسلموں کے لئے ہے۔یہاں پر حاجی اسحاق صاحب بیٹھے ہیں یہ بہت بڑے زمیندار گھرانے سے ہیں ہم اپنے گاؤں کے پہلے نمبر دار ہیں۔ہم ایسے رویے دیکھ کر پریشان ہوتے ہیں۔آج تک کسی مسیح نے پاکستان سے غداری نہیں کی اور نہ کبھی ایسا سوچ سکتے ہیں۔یہ مٹی ہماری ماں ہے اور ہم ہمیشہ اس ماں کے لئے جان دینے کے لئے بھی تیار ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! وزیر خزانہ صاحب نے گرین ٹریکٹر سکیم کا اعلان فرمایا مجھے نہیں پتا کہ یہ پہلے بھی شروع ہوئی تھی لیکن میرے خیال میں ٹریکٹر کا گیئر خراب ہے اس لئے وہ مسیح دیہاتوں کا راستہ بھول جاتا ہے۔پنجاب میں 27 ایسے دیہات ہیں جو 150, 130, 280 مربع پر قائم ہیں لیکن وہاں پر ٹریکٹر سکیم نہیں پہنچتی مجھے نہیں پتا کہ what is the mysterious mystery کہ وہ کیوں بھول جاتا ہے؟

جناب سپیکر! secondly جتنے بھی مسیحی چکوک ہیں ان کے ساتھ جو شاملات ہیں، جو زمین بحق سرکار ہے، ان کے ساتھ جو چراگاہ ہے، ان کے ساتھ جو بقایاجات ہے وہ اسی مسیحی گاؤں کا حصہ بنتے ہیں نہ کہ کوئی دوسرے گاؤں سے غاصب آئے اور وہ ساری زمینیں لے جائے۔بجٹ میں 13-ارب روپے کی subsidy کا اعلان ہوا ہے اس میں بھی Minorities کو پانچ فیصد دیا جائے۔ سکولوں میں centre of excellence کا جو اعلان ہوا ہے پاکستان میں، پنجاب میں missionaries اداروں نے بہت زیادہ خدمت کی ہے اور آج بھی کر رہے ہیں تو میری humble submission ہوگی کہ اس میں بھی مسیحی تعلیمی اداروں کو پانچ فیصد کوٹا دیا جائے۔ تقریباً 4574 سکولوں کو سیکنڈری، ہائر سیکنڈری اور جدید کمپیوٹر لیب سے آراستہ کرنے کا اعلان ہوا ہے میری گزارش ہے کہ اس میں بھی پانچ فیصد کوٹا مسیحی تعلیمی اداروں کو دیا جائے۔ ایشین ڈویلپمنٹ بینک سے ملنے والی 17-ارب 30 کروڑ کی رقم میں سے مسیحی آبادیوں اور مسیحی گاؤں کو بھی اس کا حصہ دیا جائے۔ پروفیشنل تعلیم حاصل کرنے والے غریب نوجوانوں کے لئے 20 کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔اس میں سے پانچ فیصد مسیحی نوجوانوں کی فنی تعلیم کے لئے مخصوص کئے جائیں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتیں (جناب کامران مائیکل): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتیں (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! ابھی میرے بھائی نے کہا ہے کہ Minorities کی development and uplifting کے لئے کوٹا بحال ہونا چاہیے اور ان کے لئے فنڈز allocate ہونے چاہئیں تو میں یہاں پر یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ Minorities کی uplifting and development کے لئے ایک سو ملین روپے کی کثیر رقم بجٹ میں مختص کی گئی ہے۔ جو اقلیتیں پہلے محرومیوں کا شکار رہی ہیں اور گزشتہ ادوار میں ان کے ساتھ ناانصافیاں ہوتی رہی ہیں ان کے ازالہ کے لئے ہی ہم نے یہ کثیر رقم بجٹ میں رکھی ہے۔ موجودہ حکومت Minorities کو ساتھ لے کر چلے گی اور برابری کی سطح پر ان کے حقوق ان کی دہلیز تک پہنچائے گی۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: خلیل طاہر سندھو صاحب! اپنی تقریر wind up کریں۔

جناب خلیل طاہر سندھو: جی، بہتر ہے۔ جناب سپیکر! ہمارے 27 گاؤں ہیں جن میں میرا اپنا گاؤں 424 منٹگمری والا، خوش پور، شانتی نگر، امرت نگر، سٹنزآباد، کلارکا آباد، ماٹن پور، دو چک، فاطمہ پور، مریہ خیل، فرانسس آباد شامل ہیں۔ یہ تمام مسیحی گاؤں ڈیڑھ سو سال سے آباد ہیں ان میں جتنے بھی ہائی سکول ہیں ان سب کو خواتین کے لئے ڈگری کالج کا درجہ دیا جائے۔

جناب سپیکر! میں ایک اہم بات جو کہ سب کے لئے general ہے کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں پر جج صاحبان کی تنخواہیں بڑھائی جا رہی ہیں۔ آج ہائی کورٹ کے ایک پرسنل سیکرٹری کی 65 ہزار روپے تنخواہ ہے جبکہ دوسری طرف ایک سیشن جج کی تنخواہ 37 ہزار روپے ہے۔

There is a difference between the court and the Judge, and you better understand

کہ جو عملہ ہوتا ہے وہ بھی دن رات کام کرتا ہے۔ سیشن کورٹ میں جو سٹینو یا دوسرے اہلکاران ہوتے ہیں وہ بھی جج صاحبان کے ساتھ ہی کام کرتے ہیں۔ فیصلہ جج نہیں کرتا بلکہ فیصلہ کورٹ کرتی ہے لہٰذا جج صاحبان کی تنخواہیں بڑھانے کے ساتھ ساتھ باقی عملے کی بھی تنخواہیں بڑھائی جائیں۔

جناب سپیکر! میرا یہ ایمان اور ادراک ہے کہ آپ قائداعظم محمد علی جناحؒ کے 11۔اگست 1947 کی پہلی اسمبلی سے خطاب کے مطابق، جس کی صدارت ایک غیر مسلم جگندر ناتھ منڈل نے فرمائی تھی اور حضور پاک ﷺ کی طرف سے 602ء میں میدان عرفات میں جو خطبہ دیا گیا تھا اس

کو مدنظر رکھتے ہوئے تمام اقلیتوں کو ساتھ لے کر چلیں گے۔اپنی بات ختم کرنے سے پہلے ایک شعر عرض کروں گا کہ:

تم نے ہر کھیت میں انسانوں کے سر بوئے ہیں
اب زمین خون اُگلتی ہے تو شکوہ کیسا؟

بہت بہت شکریہ

جناب طاہر نوید:پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر!میری ایک submission ہے کہ ہم Christian ہیں، ہم مسیحی ہیں۔ تمام سرکاری اداروں اور اسمبلی کے معزز اراکین سے میری گزارش ہے کہ آئندہ ہمیں عیسائی مت کہا جائے بلکہ مسیحی پکارا جائے۔ تمام محکموں کو یہ ہدایت فرمائی جائے کہ ہمیں عیسائی کی بجائے مسیحی لکھا اور پکارا جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: اب میں روبینہ شاہین وٹو صاحبہ کو تقریر کرنے کا موقع دیتا ہوں۔

جناب احمد خان بلوچ:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس issue پر اب مزید بات نہیں ہونی چاہیے۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر!صرف ایک منٹ انتہائی ضروری بات کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیے!

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! ایوان کی ہمیشہ یہ روایت رہی ہے کہ جب کوئی معزز رکن بات کر رہا ہو یا بحث میں حصہ لے رہا ہو تو باقی ممبران اس کو disturb نہیں کرتے۔ انہوں نے اپنے ضمیر کے مطابق بات کہنی ہوتی ہے۔ اگر ان پر کوئی اعتراض ہے تو اپنی باری آنے پر کریں۔ میں وزراء صاحبان سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ وہ فوری طور پر کھڑے ہو کر ہر ایک ممبر کا جواب نہ دیں۔ وہ اپنے پاس نوٹ کرتے جائیں اور جب wind up کریں تو ان باتوں کا اکٹھا جواب دیں۔ ہر ممبر کا اسی وقت جواب دینے سے کافی وقت ضائع ہوگا اور تمام ممبران کو بات کرنے کا موقع نہیں مل سکے گا۔ شکریہ

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر!اذان کے بعد کم از کم دس یا پندرہ منٹ کے لئے کارروائی روک دینی چاہیے تاکہ تمام دوست تسلی اور آسانی سے نماز ادا کر سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جو معزز ممبران نماز پڑھنا چاہتے ہیں وہ نماز پڑھنے کے لئے تشریف لے جا سکتے ہیں۔ محترمہ روبینہ شاہین وٹو صاحبہ!

محترمہ روبینہ شاہین وٹو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے پاکستان کے سب سے بڑے صوبے کے سالانہ بجٹ پر بات کرنے کا موقع دیا۔ میں سب سے پہلے وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ، وزیر اعلیٰ پنجاب اور ان کی کابینہ کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ جنہوں نے اتنے مشکل حالات میں ایک متوازن اور عوامی بجٹ پیش کیا۔ میں آپ کی وساطت سے سب سے پہلے coalition government کے قائدین پاکستان پیپلز پارٹی کے co-chairman جناب آصف علی زرداری اور پاکستان مسلم لیگ کے قائد میاں محمد نواز شریف، راجہ محمد ریاض اور محترم وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو کامیاب coalition government چلانے پر بھی مبارکباد پیش کرتی ہوں اس لئے کہ coalition گورنمنٹ چلانا تلوار کی دھار پر چلنے کے مترادف ہے۔ اس دفعہ 18- فروری 2008 کے الیکشن میں ہمیں عوام نے ووٹ دیا، غریبوں نے ووٹ دیا اور انہوں نے یہ ووٹ نظام کو بدلنے کے لئے دیا ہے۔ پاکستان کے عوام نے corruption کے خلاف ووٹ دیا، مہنگائی کے خلاف ووٹ دیا، بے روزگاری کے خلاف ووٹ دیا۔ اس وقت پورے ملک اور صوبے کی عوام ان air conditioned اسمبلیوں کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ لوگ خوش ہیں کہ ہمارے قائدین نے اپنی ذاتی انا کو بالائے طاق رکھ کر اپنے اختلافات کو ختم کر کے اس ملک کے عوام کے مسائل کو حل کرنے کے لئے وہ ایک میز پر بیٹھے ہیں۔ عوام اس بات پر خوش ہیں اور دعائیں کرتے ہیں کہ یہ coalition گورنمنٹ چلے۔ جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے ان قائدین سے appeal کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں موقع دیا ہے، اس ملک کے غریب عوام نے ہمیں موقع دیا ہے اگر ہم نے ماضی کی روایات سے سبق نہ سیکھا، اگر ہم نے اپنے ماضی کی غلطیوں سے سبق نہ سیکھا تو پھر تاریخ ہمیں کبھی معاف نہیں کرے گی۔ ہم کل اپنے بچوں کو کیا دیں گے؟ ہمیں چاہیے کہ آج ہم اپنی خواہشات اور اپنے مفادات کی قربانی دے کر اپنے بچوں کے مستقبل کو، اپنے بچوں کے پاکستان کو محفوظ بنائیں۔ اگر ہم ایسا نہ کر سکے تو پھر تاریخ ہمیں کچھ ایسے لفظوں سے یاد کرے گی کہ:

وہ وقت بھی دیکھا ہے زمانے کی نگاہوں نے
لمحوں نے خطا کی تھی، صدیوں نے سزا پائی

جناب سپیکر! میرا تعلق ضلع اوکاڑہ سے ہے۔ میرا حلقہ پی پی-188 دریائے ستلج کے کنارے ہے اور remote rural area ہے۔ جس میں 14 یونین کونسلوں اور 2 بڑے قصبے بصیر پور اور منڈی احمد آباد ہیں جس وقت میں نے پہلی دفعہ 2002 کے الیکشن میں حصہ لیا اور قومی اسمبلی کی ممبر منتخب ہوئی تو میں نے دیکھا کہ لوگوں کے مسائل بڑے گھمبیر تھے۔ میں نے دیکھا کہ لوگوں کے مسائل کے انبار ہیں اور کوئی بھی حکومت خواہ وہ پاکستان پیپلز پارٹی کی ہو، خواہ مسلم لیگ کی، کسی حکومت کے پاس الہ دین کا چراغ نہیں ہوتا کہ وہ مسائل کو راتوں رات حل کر سکے۔ ہم سیاست دان ہیں بات احساس کی ہے ہم سب لوگ یہاں غریبوں کے ووٹ لے کر آئے ہیں۔ میں یہ محسوس کرتی ہوں کہ ہم سب جہاں ڈویلپمنٹ کے کام کریں، جہاں پر ہم لوگوں کو منصوبے دیں، جہاں پر ہم تعمیر وترقی کے کام کریں وہاں پر ہمیں سماجی شعبے میں کام کرنے کی ضرورت ہے۔ کچھ ایسے کام بھی کریں جس سے غریب لوگوں کو براہ راست فائدہ ہو۔ میں نے ایم۔این۔اے منتخب ہونے کے بعد محسوس کیا کہ لوگوں کے مسائل حل کرنے کے لئے war footings پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ میں نے اپنی دادی جان محترمہ امیر بیگم کے نام پر ایک ٹرسٹ قائم کیا اور یہ ٹرسٹ ایجوکیشن ہیلتھ اور rehabilitation کے شعبوں میں کام کر رہا ہے۔ یہ میرا تجربہ ہے کہ اگر اللہ کی مخلوق کی بھلائی کے لئے نیک نیتی سے کام کیا جائے تو دنیا کی کوئی طاقت آپ کو کام کرنے سے نہیں روک سکتی۔ تعلیم کے شعبے میں صورتحال یہ ہے کہ ہمارے rural areas میں ہمارے جو غریب بچے ہیں جن کے والدین روپیہ روپیہ اکٹھا کر کے اپنے بچوں کو محنت مزدوری کی کمائی سے دسویں جماعت تک پڑھا لیتے ہیں اور یہ غریبوں کے بچے دسویں جماعت میں اے گریڈ اور A+ grade لیتے ہیں لیکن ان کے والد کی جیب میں پندرہ سو روپے نہیں ہوتا کہ وہ بچے کو کسی اچھے کالج میں داخلہ دلوا سکیں۔ ہم نے sponsor of student programme کا آغاز کیا۔ جس کے تحت ہم نے لوگوں سے اپیل کی جہاں پر آپ اپنے بچوں کی تعلیم پر لاکھوں روپے خرچ کر رہے ہیں وہاں کسی غریب کے بچے کو بھی اپنی فیملی کا حصہ بنا لیں اور اسے sponsor کریں اور اس کی مالی معاونت کریں۔ الحمد للہ اس وقت ٹرسٹ کے پلیٹ فارم سے سینکڑوں غریبوں کے بچے، ریڑھی والے کے بچے، مزدور کے بچے ڈاکٹر، انجینئر، چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ، ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹرز اور اس کے علاوہ ملک کے بہترین تعلیمی اداروں میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں صحت کے متعلق بھی بات کرنا چاہتی ہوں۔ ہماری 70 فیصد جو بیماریاں ہیں ان کی root cause گندا پانی ہے۔ ہمارے دیہاتوں میں پینے کا صاف پانی میسر نہیں ہے اور جو صاحب حیثیت لوگ ہیں وہ mineral water afford کر سکتے ہیں لیکن غریبوں کی حالت یہ ہے کہ دیہاتوں میں نکاسی آب کا انتظام نہ ہونے کی وجہ سے پینے کا پانی اور sewerage کا پانی mix ہو رہا ہے اور لوگ خراب پانی پی رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے لوگ Hepatitis اور گردے کی بیماریوں میں مبتلا ہیں۔ میں آپ کی توجہ چاہوں گی کہ اس وقت صورتحال یہ ہے کہ ہمارے حلقوں میں ہمارے پاس جو لوگ آتے ہیں وہ ہمیں بتاتے ہیں کہ ہمیں Hepatitis C positive ہو گیا ہے۔ بد قسمتی یہ ہے کہ ضلع لیول پر تحصیل لیول پر کوئی لیبارٹری بھی نہیں جہاں پر ان کے P.C.R test ہو سکیں۔ یہ لوگ اتنا afford نہیں کر سکتے کہ لاہور میں آ کر P.C.R test کروا سکیں کیونکہ ان ٹیسٹوں پر بھی چار ہزار سے آٹھ ہزار تک کا خرچہ آتا ہے۔ جب یہ غریب لوگ مشکل سے پیسے اکٹھے کر کے ٹیسٹ کروا لیتے ہیں تو ڈاکٹر انہیں مشورہ دیتا ہے کہ آپ کو Hepatitis کی ویکسین چاہیے جس کے ٹیکے 70 ہزار روپے کے ہیں۔ غریب آدمی کیا کرے جناب غریب آدمی تو afford نہیں کر سکتا کہ وہ 70 ہزار روپے کے ٹیکے لگوائے۔ اس وقت وزیر خزانہ صاحب یہاں پر تشریف رکھتے ہیں۔ میری اپنے بھائی کو یہ suggestion ہے کہ آپ تحصیل لیول پر اور ڈسٹرکٹ لیول پر ensure کریں کہ وہاں پر بہترین لیبارٹریاں قائم ہوں جہاں پر غریبوں کے مفت ٹیسٹ ہوں۔ اس کے بعد سرکاری ہسپتالوں میں T.H.Q لیول پر D.H.Q لیول پر پورے پنجاب کے لئے وزیر اعلیٰ سے یہ آرڈر جاری کروائیں کہ غریب لوگوں کو یہ ستر ہزار روپے کے ٹیکے مفت اور بر وقت دیئے جائیں۔ میری یہ بھی تجویز ہو گی کہ یہاں پر جو ہم لوگ بیٹھے ہوئے ہیں ہم بھی عوام کے نمائندے ہیں اور جہاں ہم حکومت سے اپنے عوام کے لئے سڑکیں مانگتے ہیں، بجلی مانگتے ہیں، گیس مانگتے ہیں، وہاں پر ہم یہ بھی مانگتے ہیں کہ ہمارے حلقے کے لوگوں کے لئے صحت اور تعلیم کی بہترین سہولتیں میسر ہوں۔

جناب والا! میں آپ کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف مبذول کروانا چاہتی ہوں۔ گردے کی بیماری ہمارے ملک میں عام ہو رہی ہے۔ اگر خدا نخواستہ کسی کے گردے فیل ہو جائیں تو غریب آدمی afford نہیں کر سکتا کہ وہ اس کا علاج کروائے۔ Kidney failure کی صورت میں twice a week اور three times a week مریض کو dialysis کے لئے جانا پڑتا ہے اور یہ ایک life saving treatment ہے dialysis پر دو ہزار روپیہ خرچ آتا ہے جو ماہانہ 20 ہزار روپے

بنتے ہیں۔ جو غریب آدمی afford نہیں کر سکتا۔ مجھے بڑی خوشی ہوئی جب وزیراعلیٰ صاحب نے یہاں پر dialysis centres کی بات کی۔ میں ان کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے غریبوں کے دکھوں کی بات کی اور مجھے اس کا ذاتی طور پر تجربہ ہے۔ میں نے اپنی مدد آپ کے تحت 2006 میں اپنی تحصیل دیپال پور میں پاکستان بھر میں تحصیل کی سطح پر قائم ہونے والا پہلا dialysis centre قائم کیا جہاں پر اس وقت چھ مشینیں چل رہی ہیں۔ جہاں پر 2500 سالانہ dialysis غریبوں کے مفت ہو رہے ہیں۔ ان غریب لوگوں سے پانچ روپے پرچی کے بھی نہیں لئے جاتے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک اور اہم نکتے کی طرف دلوانا چاہتی ہوں۔ واٹر فلٹریشن پلانٹ کی بھی میں ضرور بات کروں گی۔ پچھلی حکومت نے ملین اور بلین کے فنڈز واٹر فلٹریشن پلانٹس کے لئے مختص کئے اور یہ اعلان بھی کیا کہ یونین کونسل لیول پر بھی ہم واٹر فلٹریشن پلانٹ لگائیں گے لیکن صورتحال یہ ہے کہ وہ یونین کونسل تک کی بات کرتے تھے اور میں کسی پر تنقید بھی نہیں کر رہی لیکن ground reality یہ ہے کہ تحصیل تو کیا ضلع کی سطح پر بھی Water filtration plant نہیں لگے۔ میری میاں محمد شہباز شریف کی گورنمنٹ سے یہ request ہے اور تجویز ہے کہ ہم لوگوں کو پینے کا صاف پانی مہیا کریں۔ آپ اس پر war footings کے تحت کام کر کے یونین کونسل لیول پر واٹر فلٹریشن پلانٹ لگا کر دکھا دیجئے تاکہ لوگوں کو بیماریوں سے بچایا جا سکے اور ان کی دعائیں لی جا سکیں۔

جناب سپیکر! ہم لوگوں کے مسائل بہت ہیں اور مجھے وقت کی کمی کا بھی اندازہ ہے۔ ہمارے ملک کے 60 فیصد لوگ غربت کی لکیر سے نیچے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ وہ غریب والدین جن کے گھروں میں بیٹیاں ہیں وہ غریب بوڑھے ماں باپ جن کے پاس وسائل نہیں ہیں کہ وہ اپنی بچیوں کے فرض ادا کر سکیں، جن کے والد بیمار ہیں کما نہیں سکتے ان بچیوں کے جہیز کے لئے حکومت فنڈز مختص کرے۔ مجھے آج اس مقدس ایوان میں یہ بتاتے ہوئے خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ 2003 میں امیر بیگم ویلفیئر ٹرسٹ نے پنجاب میں ایک چھوٹے سے قصبے میں پہلی اجتماعی شادی یعنی چالیس بچیوں کی شادی کا انعقاد کیا۔ ٹرسٹ اب تک اپنی مدد آپ کے تحت اور مخیر حضرات کے تعاون سے چھ سو بیٹیوں کی اجتماعی شادیاں پورے پاکستان میں کروا چکا ہے اور آزاد کشمیر تک جا کر ٹرسٹ نے کام کیا۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے یہ گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ ہمارا ایک بہت بڑا مسئلہ بے روزگاری ہے۔ اس وقت صورتحال یہ ہے کہ جب ہم اپنے حلقوں میں کامیاب ہونے کے بعد جاتے ہیں تو لوگ دور سے کہتے ہیں کہ ہمیں سڑکیں مت دو، ہمیں بجلی مت دو ہمارے گھر کا چولہا جلنا چاہیے۔ یہ بے روزگاری ہمارا بہت بڑا المیہ ہے یہ ہمیں کھا جائے گی اگر ہم نے اس کو address نہیں کیا۔ خدارا! آپ اس پر توجہ دیجئے اور حکومت بھی اس پر توجہ دے آپ سرکاری نوکریاں بھی دیں لیکن اس کے ساتھ پنجاب کے جو remote rural areas ہیں وہاں پر industries لگائی جائیں، small industries cottage industries تاکہ لوگوں کو روزگار ملے اور تمام طالب علموں کے لئے تعلیم کے ساتھ ساتھ فنی تربیت کا بھی اہتمام کیا جائے۔ vocational training, computer training centers قائم کیے جائیں تاکہ ہمارے طالب علم ہنر سیکھیں اور ملازمت کے حصول کے لئے آسانی ہو۔

جناب سپیکر! اب میں آخر میں law and order کی بات کروں گی۔ صوبے میں امن و عامہ کی صورتحال انتہائی خراب ہے۔ لوگوں کی جان و مال محفوظ نہیں۔ دیہات میں ڈاکو عزت دار لوگوں کو گھروں میں جا کر لوٹ رہے ہیں اور پولیس ان کو گرفتار کرنے اور سزا دینے میں بے بس ہے۔ میں حکومت سے مطالبہ کروں گی کہ اس صورتحال کو کنٹرول کیا جائے۔ ہم سب لوگ عوام کے ووٹ لے کر آئے ہیں۔ ہم لوگ عوام کے مسائل حل کرنے کے لئے اپنے حلقوں میں جا کر کھلی کچہریاں لگاتے ہیں تو وزیر اعلیٰ صاحب سے میری یہ request ہے کہ آپ district administration کو پابند کریں کہ جب ہم اپنے حلقوں میں جا کر کھلی کچہریاں لگائیں تو وہاں پر ڈی۔ سی۔ او، ڈی۔ پی۔ او ایکسین واپڈا، ایکسین اریگیشن اور دیگر تمام محکموں کے افسران کو پابند کیا جائے کہ وہاں ہمارے ساتھ بیٹھ کر لوگوں کے مسائل کو موقع پر حل کریں۔

جناب سپیکر! میں آپ کی بے حد شکر گزار ہوں کہ آپ نے بڑے تحمل سے میری ساری باتیں سنیں۔ آج کا اجلاس انتہائی اہم اجلاس ہے پنجاب کے عوام کے بجٹ پر بحث کا پہلا دن ہے۔ ہم لوگ یہاں پر لوگوں کے مسائل کی بات کرتے ہیں مجھے خوشی ہوتی اگر ان گیلریوں میں تمام محکموں کے سیکرٹری صاحبان یا ایڈیشنل سیکرٹری تشریف لاتے، مجھے خوشی ہوتی اگر پریس گیلری اس وقت بھی بھری ہوتی، آج میڈیا کا دور ہے تو ہمارے حلقے کے لوگ دیکھتے ہیں کہ ہمارے نمائندے نے ہمارے

بارے میں کیا بات کی تو آپ ensure کریں کہ یہاں پر تمام ڈیپارٹمنٹ کے لوگ آخری وقت تک کارروائی کو observe کریں۔

جناب سپیکر! میں آخر میں ایک منٹ میں اپنے حلقے کی بات کرنا چاہتی ہوں۔ جہاں میں اپنے حلقے کے عوام کے لئے تعلیم اور صحت کی بہترین سہولتوں کا مطالبہ کرتی ہوں وہاں میرے حلقے کی سڑکوں کا بہت براحال ہے اور اتنا براحال ہے کہ وہاں پر سفر کرنا مشکل ہے۔ دیپالپور سے سلیمانکی روڈ، بصیر پور سے روہیلہ روڈ، حجرہ سے حویلی روڈ اور بصیر پور سے دیپالپور روڈ اور منڈی احمد آباد سے ڈھلیانہ روڈ کا تو یہ حال ہے کہ سڑک exist ہی نہیں کرتی تو میں حکومت سے یہ مطالبہ کروں گی کہ وزیر اعلیٰ صاحب مجھے میرے حلقے کی سڑکوں کے لئے خصوصی فنڈز دیں۔ جناب سپیکر میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں آپ نے مجھے اپنے حلقے کی نمائندگی کا وقت دیا۔ پاکستان پائندہ باد۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: رائے محمد شاہ جہاں خان صاحب!

رائے محمد شاہ جہاں خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر!

کُفر ٹُوٹا خُدا خُدا کر کے

اس اسمبلی میں ہماری بھی باری آئی ہے۔ سب سے پہلے میں آپ کے توسط سے جناب تنویر اشرف کائرہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے عوامی بجٹ پیش کیا۔ ان کے بجٹ میں top priorities انصاف، تعلیم، صحت اور امن وامان رہے ہیں۔ ججز کی تنخواہ میں جو اضافہ کیا گیا ہے وہ نہایت خوش آئند ہے۔ مجھے اس موقع پر پہلی اسمبلی میں محترمہ کی تقریر یاد آ رہی ہے جب وہ 1988 میں وزیر اعظم بنی تو انہوں نے اپنی speech میں فرمایا:

I want rule of law in this country. I want end of dictatorship in this country and I want the supremacy of parliament in this country.

آج اس وعدے کی تکمیل ہوئی۔ آج ججز کو جو پیکج دیا گیا ہے امید کی جاتی ہے کہ قوم کا پیٹ کاٹ کر جو پیسا انہیں دیا گیا ہے وہ اب معاشرے میں انصاف اور عدل قائم کریں گے۔ اس معاشرے کو rule of law مہیا کریں گے۔ میں زیادہ باتوں میں نہیں جاؤں گا چونکہ میں کاشت کار حلقے کا نمائندہ ہوں اس لئے ایک بات وزیر خزانہ کے گوش گزار کروں گا۔ انہوں نے ٹریکٹر سکیم پر ایک ارب روپے کی سبسڈی دینے کا اعلان کیا ہے جو خوش آئند ہے۔ اس ملک میں مختلف انڈسٹریز کو protection دی جاتی رہی، حفاظت دی جاتی رہی۔ import پر ٹیکس لگا دیا گیا تاکہ discourage کیا جائے جس میں

ٹریکٹر انڈسٹری بھی شامل ہے۔ حال یہ ہے کہ اس ملک کے کاشت کار پیسے اٹھائے پھرتے ہیں اور ٹریکٹر کمپنیوں نے اس کے اوپر 50/50 ,30/30 ہزار کا own ڈال رکھا ہے اور کئی کئی مہینے تک آپ کو ٹریکٹر نہیں ملتا ہے۔ میں اس ایوان میں آپ کے توسط سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایسی انڈسٹری کو ایسی umbrella مہیا نہ کی جائے کہ وہ عوام کا استحصال کر سکے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ محترمہ بے نظیر کی طرز کی سکیم پر بیرون ملک سے سستے ٹریکٹر منگوائے جائیں تاکہ کاشت کاروں کے مسائل حل ہو سکیں۔ ہزار ٹریکٹر سے ہمارا مسئلہ حل ہونے والا نہیں ہے۔ ہمیں بیرون ملک جہاں سے ٹریکٹر سستے مل سکیں ہمیں منگوانے کی اجازت دی جائے اور اس سلسلے میں اگر وفاقی حکومت سے بات کرنی پڑے تو بھی کی جائے۔ سبسڈیز زرعی شعبے کے مسئلے کا حل نہیں ہے ہمیں پورا reward چاہیے۔ ہماری تمام inputs internationalized ہیں۔ بنکوں کا highest interest rate ہے۔ ہمیں بھیک نہیں چاہیے، ہمیں سبسڈی نہیں چاہیے۔ سبسڈی ان لوگوں کا حق ہے جو انتہائی نادار ہیں، جو غریب ہیں، یہ پیسا انہیں directly transfer کیا جائے۔ انڈیا کے اندر، ہمارے خطے کے اندر گندم کی قیمت 1200 روپے من تک ہے اور eatable oils seeds کینولہ ہے، سورج مکھی ہے اس کی پرائس 1600 روپے من تک ہے۔ ہمیں لوٹا جا رہا ہے ہمارا استحصال کیا جا رہا ہے۔ ہمیں international price دی جائے کیونکہ ہمیں international prices کے اوپر inputs دی جاتی ہیں۔ ایک کسان جس کی گندم 40 من فی ایکڑ ہے اس کو آپ اس خطے کے حساب سے 400 روپے من کم ریٹ دے کر اس کے 16000 روپے اس سے لے رہے ہیں۔ اس ملک کے اندر کسی انڈسٹری کے out put کو آپ پکڑ نہیں سکتے۔ اس کو آپ سستا کر کے نہیں دے سکتے کیونکہ وہ انڈسٹری خسارے میں چلی جاتی ہے اس کے بند ہونے کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے۔

جناب والا! لیکن مجھ سے پہلے اراکین نے بات کی کہ شوگر ملوں نے ابھی تک کسانوں کو پیسا نہیں دیا۔ اس اسمبلی کے اسی سیشن کے اندر ایک law introduce کرایا جائے کہ جو شوگر مل والا کسان کو پیسے نہیں دے گا وہ جتنی دیر پیسے استعمال کرے گا اس کا interest ادا کرے گا اور اس کا interest rate وہی ہوگا جو زرعی بنک کا 16 فیصد سے 18 فیصد تک ہے اور اگر اس کے اوپر ہم نادہندہ ہو جائیں تو ہمیں recovery charges بھی دینے پڑتے ہیں۔ اس شوگر مل پر recovery charges بھی ڈالے جائیں۔ ہم کسانوں نے اپنے پیسے سے سیس ڈویلپمنٹ کے لئے جو حصہ دیا ہے تو شوگر مل والوں نے نہ صرف یہ کہ اپنا حصہ نہیں دیا بلکہ ہمارا حصہ بھی دبا کر رکھا ہوا ہے یہ انتہائی

ناانصافی ہے۔ میری بات اتنی ہے کہ کسانوں سے متعلق تین ڈیپارٹمنٹس اریگیشن، لائیو سٹاک اور ایگریکلچر کو اپ گریڈ کرنے کے لئے سبسڈیز کافی نہیں ہیں۔ ہم آسان نرخوں پر اوزار دے دیں یہ اس کا حل نہیں ہے۔ میاں محمد شہباز شریف نے اپنی پہلی تقریر میں کہا تھا کہ میں ایک گاؤں میں گیا تو میں نے ایک سکول کے بچے سے پوچھا کہ پاکستان کا دارالخلافہ کیا ہے تو اس نے بتایا، کشمیر۔ وہ یہی جواب دے گا کہ پاکستان کا دارالخلافہ کشمیر ہے کیونکہ 80 فیصد آبادی کو ٹریکٹروں کی مد میں ایک ارب روپے کی سبسڈی دی گئی ہے اور 25 فیصد آبادی جو شہروں کے اندر ہے ان کے لئے ائیر کنڈیشنڈ بسیں چلانے کا انتظام کیا گیا ہے اس کے اوپر بھی ایک ارب روپے کی سبسڈی دی گئی ہے جس میں تناسب نہیں ہے۔ کیا ایک کسان کا بچہ جو دور دراز سے گرمی میں پڑھنے کے لئے جاتا ہے تو جہاں پر ٹریفک نہیں ہے وہاں اسے سکول بس کی ضرورت نہیں ہے۔ کیا اس بچے کو کوئی حق حاصل نہیں ہے کہ وہ بھی وہی سہولتیں حاصل کر سکے؟

جناب والا! ہمارا دوسرا اہم شعبہ لائیو سٹاک ہے۔ پنجاب کے بجٹ میں لائیو سٹاک کی generation حیران کن ہے۔ اس کی بہت بڑی مد ہے۔ تحقیق کے لئے پیسے رکھے جاتے رہے، نئے سنٹر بنائے جاتے رہے۔ اس میں کہا گیا ہے کہ cooling tank دیں گے، یہ دیں گے، وہ دیں گے۔ ٹیکنالوجی میں جانے کی بجائے زرعی شعبے کے لائیو سٹاک کو اوپر لانے کا انقلاب انسانی محنت میں مضمر ہے۔ ہم نے تحقیق کے اوپر پیسے خرچ کئے۔ ہم نے لائیو سٹاک سنٹر بنائے لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ساہیوال گائے جو ہماری اپنی گائے ہے اس کے تصدیق شدہ semens ابھی تک ہمارے کسانوں کو دستیاب نہیں ہیں اور تو اور کسان جو دودھ دینے والی اچھی گائیں رکھ سکتے ہیں اس کا سہرا ابھی غیر ملکی semens کے سر ہے جب ہماری گائیں کا ان کے semens سے اختلاط کیا گیا تو وہ نہ صرف گوشت کی پیداوار میں آگے گئی ہیں بلکہ انہوں نے دودھ کی پیداوار میں اضافہ کیا ہے۔ آج نہ صرف پنجاب کے عوام، پاکستان کے عوام دودھ پینے اور گوشت کھانے سے قاصر ہیں۔ اس شعبے کی production اس لئے نہیں ہو رہی کہ اس شعبے کو بھی reward نہیں ہے۔ ہمارا reward fix کیا جائے۔ ہمیں اپنے پیروں پر کھڑا کیا جائے۔ ہمیں یہ بھی طعنہ دیا جاتا رہا ہے کہ زمیندار ٹیکس نہیں دیتے۔ ٹیکس دینے والی انڈسٹری کو بہت ساری سہولیات حاصل ہوتی ہیں۔ ان کو defence umbrella مہیا کی جاتی ہے۔ ان کو غیر ملکی امپورٹ سے unlist کیا جاتا ہے۔ ان کو منافع کمانے کے مواقع دیئے جاتے ہیں۔ میں ایک واقعہ آپ کو بتاتا ہوں کہ میں نے

اپنے بھائی کی آنکھوں میں دو دفعہ بے چینی دیکھی ہے ایک اس وقت جب ہماری محترمہ شہید ہوئیں اور اس ملک میں اس رات قانون نام کی کوئی چیز نہ تھی تو اس نے مجھ سے درخواست کی کہ بھائی! بطور لیڈر آپ اپنے لوگوں کو کنٹرول کریں۔ یہ ہمارے اپنے لوگ ہیں، یہ ہماری اپنی املاک ہیں۔ میں نے اس کو support مہیا کی۔ دوسری دفعہ میں نے تب اس کی آنکھوں میں بے چینی دیکھی جب زمیندار اپنی ٹرالیاں بھر کر زرعی منڈیوں کی طرف جا رہے تھے اور ہماری ہی حکومت کے دوران ان کی اجناس کو پکڑا گیا، میں اس وقت criticism کروں گا اور مجھے یہ حق حاصل ہے کہ میں عوام کی نمائندگی کروں۔ ہم نے ان کی اجناس کو پکڑا، ان پر چھاپے مارے، ہم نے ان کے کھیتوں سے گندم اٹھائی اور عوام الناس کے لئے گندم جمع کی ہے۔

جناب والا! جب تک آپ price برابر نہیں کریں گے آپ سمگلنگ کو، ذخیرہ اندوزی کو روک نہیں سکتے۔ ہم جو سبسڈی خوردنی تیل پر غیر ملکیوں کی جیبوں میں ڈال رہے ہیں۔ وہ اربہا روپے ہمارے کام کے ہیں اور نہ ہمارے کسانوں کی ڈویلپمنٹ کے کام کے ہیں۔ اس doctrine کو change کیا جائے۔ زرعی شعبے کے لئے نئی doctrine لائی جائے۔ اس کو profit earning شعبہ بنایا جائے اور وہ صرف اسی طرح سے ممکن ہے کہ ہم ان کو اس کا best reward دیں تب ہی ترقی ہو سکے گی اور تب ہی زمیندار آلات خرید سکے گا، تب ہی اپنے لئے چیزیں خرید سکے گا، تب ہی اپنے بچوں کو سکولوں میں بھیجے گا۔ یہ بہت خوش آئند بات ہے کہ centres of excellence بنیں گے، سکول بنیں گے لوگوں کو تعلیم کی سہولتیں میسر آئیں گی لیکن ہمارے سرکاری نظام میں سوشلسٹ نظام کی طرح، کمیونسٹ نظام کی طرح ایک خرابی واقع ہو چکی ہے کہ سرکاری سکولوں کے اندر چونکہ اس کے چلانے والوں کا interest نہیں ہوتا اس لئے آپ وہ لیول اور وہ ڈگری نہیں دے سکتے جو آپ کو پرائیویٹ سکولوں میں ملتی ہے۔ جب معاشی تقسیم برابر کی جائے گی، جب آپ دولت کی منصفانہ تقسیم کریں گے تو اس 80 فیصد آبادی کو جو غربت کا شکار ہے، جو غربت کی لکیر سے نیچے رہ رہے ہیں تو وہ اپنے بچوں کو خود ہی پڑھا لیں گے۔ وہ اچھے سکولوں میں اپنے بچوں کو بھیجیں گے، ان کے لئے اچھی تعلیم کا بندوبست ہوگا اور وہ صحت کی سہولتیں بھی حاصل کر سکیں گے۔

جناب والا! سیلف فنانس سکیم ختم کر دی گئی ہے۔ یہ اچھی بات ہے لیکن اس ملک کا ٹیلنٹ دو دو، تین تین نمبروں سے ضائع ہو رہا ہے۔ Professional education نہیں مل رہی

اگر self assessment scheme کو ختم کرنا ہے تو ٹھیک ہے یکساں مواقع ہونے چاہئیں تو پھر سیٹوں کی تعداد اتنی بڑھائی جائے کہ لوگوں کے بچوں کا مستقبل تباہ نہ ہو اور وہ professional تعلیم سرکاری اداروں سے حاصل کریں پھر اس میں 100 فیصد اضافہ کیا جائے۔ دو دو نمبروں سے پیچھے رہ جانے والے بچے جس frustration کا شکار ہوتے ہیں۔ معاشرے میں جو بے چینی ان کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے، جو سڑکوں پر کھڑے ہو کر ڈاکے لگاتے ہیں ان کو تحفظ فراہم کیا جائے ان کو امداد دی جائے اور پنجاب میں سیٹوں کی تعداد زیادہ کر دی جائے تاکہ سب لوگ یکساں مواقع حاصل کر سکیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ سے صرف اتنا کہوں گا کہ ہمارے زرعی شعبے کو خدارا! اپنے پیروں پر کھڑا کریں۔ اس کو ٹیکس دینے کے قابل بنائیں نہ اس پر احسانات جتا کر اس کو سبسڈی کے نام پر بھکاری کی طرح treat کیا جائے۔ کاشتکار باعزت لوگ ہیں، خوددار لوگ ہیں ان کو پیسوں کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر آپ دولت کے اندر ان کا حصہ ان کو مہیا کر دیں تو ہماری 80 فیصد آبادی میں انشاءاللہ revolution آ جائے گا۔ میری وزیر لائیو سٹاک سے صرف اتنی اپیل ہے کہ جس طرح پولیو پروگرام چلایا گیا ہے اسی طرح ریسرچ پر پیسے بند کر کے imported semen's منگوا کر ایک مہم launch کی جائے اب تو Embryo technology آ گئی ہے۔ ان ساری گائیوں اور بھینسوں کو بہترین insemination کرنے کا بندوبست کیا جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ

جناب احمد خان بلوچ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جناب احمد خان بلوچ!

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ ہم اپوزیشن بنچوں پر بیٹھے ہیں۔ آپ ہمارا صبر دیکھیں اور اپنا کورم بھی دیکھ لیں لیکن صرف اس لئے نشان دہی نہیں کی کہ یہاں پر عوام کے مفاد کی باتیں ہو رہی ہیں۔ اجلاس کو چلنا چاہیے چاہے چار آدمی ہی کیوں نہ بیٹھے ہوں۔ ہم نشان دہی نہیں کریں گے لیکن افسوس یہ ہے کہ ہم اتنا صبر کر رہے ہیں آپ کے منسٹر صاحبان کہاں ہیں؟ اگر بحث والے دن جو کچھ میرے عزیز اور بھائی کہہ رہے ہیں، یہ سب مفاد عامہ کی باتیں کر رہے ہیں ان کو کون نوٹ کر رہا ہے؟ ہر منسٹر کا اپنا محکمہ ہے۔ آپ ممبران کی حاضری بھی دیکھیں اور اپنے منسٹر صاحبان کی

حاضری بھی دیکھیں۔ اگر منسٹر نہیں ہوں گے تو پھر سیکرٹری بھی نہیں ہوں گے۔ منسٹر صاحبان نہیں ہیں اس لئے سیکرٹری بھی نہیں ہیں اور ان کی سیٹیں بھی خالی ہیں۔ یہاں لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ آتا ہے تو یہاں پر آئی۔ جی صاحب خود بیٹھا کرتے تھے اور تجاویز کو نوٹ کرتے تھے، ان کے ساتھ ایڈیشنل آئی۔ جی صاحب ہوتے تھے۔ یہاں زراعت کے سیکرٹری ہوتے تھے اور جتنے محکموں پر بحث ہوتی تھی ان کے سربراہ موجود ہوتے تھے۔ وہاں جگہ نہیں ہوتی تھی تو سپیکر گیلری میں آکر بیٹھ جاتے تھے لیکن افسوس کہ آج اس گیلری میں بھی دیکھ لیں۔ یہاں منسٹر صاحبان کی سیٹیں بھی دیکھیں۔ آپ کے ذریعے ہم ان تک بات پہنچا رہے ہیں۔ آپ تو صرف سننے تک محدود ہیں عمل تو انہوں نے کرنا ہے اور کرانا ہے۔ آپ تو ہمارا ذریعہ ہیں کہ ہم عوام کے مفاد کی باتیں آپ کے ذریعے منسٹر صاحبان اور سیکرٹری صاحبان تک پہنچائیں کہ یہ ہماری تجاویز ہیں اور یہ عوام کے مفاد کی باتیں ہیں۔

جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ آئندہ کے لئے اگر ایم۔پی۔ایز اس وقت تک بیٹھ سکتے ہیں تو منسٹر صاحبان کو بھی پابند کریں۔ اگر ضلع کونسل میں بھی انتظامیہ نہ آئے تو ممبر کھڑے ہو جاتے ہیں کہ ہاؤس میں انتظامیہ نہیں ہے۔ یہ افسوس کی بات ہے کہ پنجاب اسمبلی پنجاب کا سب سے بڑا ادارہ ہے اور اس وقت بیوروکریسی کا یہ حال ہے کہ یہاں پر کوئی بھی نہیں ہے۔ آپ اس ہاؤس کے custodian ہیں اگر آپ ان کو پابند نہیں کریں گے تو پھر منسٹرز اور بیوروکریسی کو پابند کرنے کا اور کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! فاضل ممبر نے جو کہا ہے کہ ان کی باتیں نوٹ نہیں ہو رہیں تو میں ہاؤس کو ensure کرانا چاہتا ہوں کہ ہر دوست کی، ہر ممبر کی ساری باتیں میں خود نوٹ کر رہا ہوں۔ یہاں بجٹ کے حوالے سے زیادہ باتیں کی جا رہی ہیں اور بجٹ کے حوالے سے wind up speech میں آپ کو سارے جواب ملیں گے۔ آپ کی یہ بات درست ہے کہ وزراء کو حاضر ہونا چاہیے۔ کچھ وزراء موجود ہیں اور کچھ نماز کے وقفے کی وجہ سے نماز پڑھنے گئے ہوئے ہیں۔ وہ ابھی آ جائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترم فنانس منسٹر صاحب سے میں بھی کہوں گا کہ کل سے ہاؤس میں وزراء کی حاضری کو یقینی بنائیں کیونکہ یہ ایک بہت بڑا issue ہے۔ یہاں پر ہمارے معزز ممبران بات کر رہے

ہیں۔ان باتوں کو نوٹ بھی ہونا چاہیے اور ان پر عمل درآمد بھی ہونا چاہیے۔اب میں میاں محمد رفیق صاحب سے کہوں گا کہ وہ بجٹ پر بات کریں۔تشریف نہیں رکھتے۔خواجہ محمد اسلام صاحب!

خواجہ محمد اسلام: نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔الھم ربشرح لی صدری ویسر لی امری وحلل عقدۃ من السانی یفقھو قولیo جناب سپیکر!میں آپ کا انتہائی شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے 09-2008 کے بجٹ کے موقع پر بات کرنے کا موقع دیا۔میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ہمارا بجٹ پنجاب اور پاکستان کے نامساعد حالات میں اس حکومت کے بننے سے پہلے جب ہر چیز غیر یقینی اور عدم تحفظ کا شکار تھی۔جب اس ملک میں ہمارے معاشرے میں نہ میری بیٹی کو تعلیم مل رہی تھی، میری بہن سہاگ سے پہلے ہی جس کے بالوں میں چاندی آ جاتی تھی، میری بوڑھی ماں دوائی کی وجہ سے عدم کو روانہ ہو رہی تھی اور میرا بوڑھا باپ کھانستا کھانستا ساری رات تڑپتا رہتا تھا۔میں پھر یہ کہوں گا کہ بقول شاعر:

کتنا تاریک ہے یہ تیسری دنیا کا سفر
کانپ اٹھتے ہیں قدم خوف کی اس وادی سے
میں اس سرد جزیرے کا مسافر ہوں متین
بھوک اگتی ہے جہاں کثرت آبادی سے

جناب سپیکر!یہ بجٹ جس کا حجم 390۔ارب روپے ہے اور 13۔ارب 60 کروڑ کے وسائل حکومتی بجٹ سے ہوں گے، 40۔ارب روپے صوبائی ٹیکسز سے حاصل ہوں گے۔بجٹ کو عمومی طور پر لفظوں اور ہندسوں کی جادوگری کہا جاتا ہے مگر میں آج اللہ کے فضل سے بڑے فخر سے یہ کہنا چاہوں گا کہ آج میاں محمد نواز شریف قائد پاکستان اور میاں محمد شہباز شریف جو کہ اس ایوان میں اپنے آپ کو خادم اعلیٰ سمجھتے ہیں لیکن اللہ کے فضل سے وہ وزیر اعلیٰ ہیں۔ان کو ایک متوازن اور غریب نواز بجٹ پیش کرنے پر جبکہ اس سے پہلے یہ ملک مالی اور معاشی بدحالی کا شکار تھا اور اس ملک میں بے روزگاری عروج پر پہنچی ہوئی تھی اور مہنگائی سے پنجاب کی عوام تڑپ رہی تھی لیکن میں وزیر خزانہ صاحب کو ایک متوازن بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان حالات میں انہوں نے جو بجٹ پیش کیا ہے یہ اللہ کے فضل سے پنجاب کی خوشحالی کے لئے ایک بہت بڑا عزم ہو گا۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ انہوں نے جو دن رات محنت کر کے محدود وسائل میں پنجاب کو خوشحال، بھوک اور مہنگائی سے بچنے کا جو بیڑا اٹھایا ہے، موجودہ بجٹ میں وہ سب کچھ ہے جو

کسی بھی بجٹ میں ہونا چاہیے تھا۔ سابقہ ادوار کی افراتفری، بے یقینی اور سازشوں کے دور میں یہ بہترین بجٹ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج بھی میرا پنجاب ایوانِ صدر کی سازشوں سے بچا ہوا نہیں ہے لیکن اس کے باوجود بجٹ ایک حقیقت ہے اور ایک سچائی اس سے بھی بڑھ کر ہے وہ یہ کہ پاکستان کے لوگ عموماً پنجاب اور خصوصاً جو آمریت کے مارے ہوئے ہیں، ایک فوجی جرنیل کے ڈسے ہوئے ہیں اور جو اس کیفیت سے گزر رہے تھے کہ:

شام ڈھلتے ہی شتیلہ کے مکانوں میں کہیں
کوئی گولی کسی لیلیٰ میں اتر جاتی ہے
یک بیک آہنی ہاتھوں کے فصیلوں میں اسیب
وہ ایک شیشہ صفت گڑیا بکھر جاتی ہے

میں یہ کہنا چاہوں گا کہ لوگ جو مہنگائی کی چکی میں پس رہے ہیں، جو بدامنی کا شکار تھے، جو دہشت گردی سے خوفزدہ تھے، جو بے روزگاری میں پھنسے ہوئے تھے، وہی لوگ جو برے حالات کے بھنور میں پھنسے ہوئے ہیں وہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کو اپنی کشتی اور میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کو اپنا ناخدا سمجھتے ہیں کیونکہ میرے ان رہنماؤں نے اپنی حب الوطنی سے اور خدمت سے پاکستان کی تاریخ میں ایک نیا انداز پیش کیا ہے۔ میں یہ کہنے میں بھی عار نہیں سمجھوں گا کہ انہوں نے نہ صرف سیاست میں بلکہ زندگی کی نئی راہیں کھول دی ہیں۔ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ موجودہ بجٹ یقیناً صرف لفظوں یا ہندسوں کا گورکھ دھندہ نہیں ہے بلکہ موجودہ حالات میں شاندار بجٹ ہے لیکن عوام ہم سے اور زیادہ بہتری کی توقع رکھتے ہیں کیونکہ آج 60 سال بعد پاکستان کی دو بڑی پارٹیاں پاکستان مسلم لیگ (ن) اور پاکستان پیپلز پارٹی کے اتحاد کی وجہ سے آج پنجاب کی عوام پر امید ہے۔ ہمیں خوف اور دہشت میں زندہ اس قوم کی عزت نفس بحال کرنی ہے اور اس قوم کو زندہ جاوید بنانا ہے۔ ہم نے گزشتہ 60 سالوں سے جرنیلوں، جاگیرداروں، سرمایہ داروں اور نام نہاد مذہبی ٹھیکیداروں کے بے رحم شکنجے میں جکڑی ہوئی مظلوم قوم کو آزاد کرانا ہے۔ قوم نے ہم سے جو توقعات وابستہ کی ہیں وہ پوری کرنی ہیں۔ اگر ہم نے اقتدار عام شہری تک نہ پہنچایا، عام شہری کو مہنگائی کے جن سے محفوظ نہ کیا۔۔۔

ملک محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کلو صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے خواجہ صاحب سے معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ اس اسمبلی کی روایت یہ ہے کہ جو بحث کرنی ہوتی ہے اس میں لکھی ہوئی تقریر نہیں پڑھی جا سکتی صرف points لے سکتے ہیں۔ اگر اس قسم کی کوئی روایت چل پڑی تو پھر ادھر تو پوری کی پوری کتابیں اٹھا کر پڑھنا شروع کر دیں گے۔ میں نہایت معذرت کے ساتھ خواجہ صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ یہ روایت ایوان کے اندر نہ ڈالی جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: رولز یہ ہیں کہ وہ notes کو consult کر سکتے ہیں اور میرا خیال ہے کہ وہ اس وقت وہی پڑھ رہے ہیں اور صرف consult کر رہے ہیں۔ جی، خواجہ صاحب!

خواجہ محمد اسلام: میں اپنے فاضل بھائی کو یہ بتاؤں گا کہ میں واقعی صرف points کو ہی نوٹ کر رہا تھا۔ بنیادی طور پر میری ایک دو سالوں سے نظر کافی کمزور ہو چکی ہے اس وجہ سے میں صرف points ہی دیکھ رہا ہوں۔ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اگر ہم نے آج اپنا اقتدار عام شہری تک نہ پہنچایا تو پھر میرے منہ میں خاک کہ آنے والے وقت میں پھر کسی طالع آزما کا شکار ہو گئے تو پھر بقول شاعر کہ:

وہ وقت بھی دیکھا ہے تاریخ کی گھڑیوں نے
لمحوں نے خطا کی تھی صدیوں نے سزا پائی

جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ہم سکول بنا رہے ہیں۔ یہ میرے قائد میاں محمد شہباز شریف کا عزم ہے کہ 2010 میں پنجاب کا ہر بچہ جو پنجاب میں پیدا ہو گا وہ سکول جائے گا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑی بات ہے اور اللہ کے فضل سے اسی سے قومیں بنتی ہیں۔ میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ ہمیں وہ بسیں بھی میسر ہونی چاہییں جو بچوں کو سکول لے جائیں اور واپس محفوظ طریقے سے گھر بھی لے آئیں۔ باوجود اس بات کے کہ مجھے یہ کہنے میں بھی عار نہیں ہے کہ جس دن سے میاں محمد شہباز شریف اس ملک کے وزیر اعلیٰ بنے ہیں پنجاب سے جتنے بھی مجرم لوگ تھے، میں یہ تو نہیں کہوں گا کہ سارے کے سارے لیکن ایک sufficient مقدار اس پنجاب کو چھوڑ کر دوسرے صوبوں میں جا کر بسیرا کر رہے ہیں کہ اب اس پنجاب کا وزیر اعلیٰ آ گیا ہے اور اس نے کسی crime کو پھلنے پھولنے نہیں دینا۔ میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ جہاں پر ہم نے crime کا، سکول کا، صحت کا اور یہاں تک کہ ہم نے اپنے عام شہری کا معیار زندگی بلند نہ کیا تو پھر میری وہ بہنیں وہ بھائی جو غربت کی سطح سے نیچے زندگی بسر کر رہے ہیں ان کو اس بات کا کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔ ہماری پالیسیوں اور بجٹ میں جو major حصہ ہونا چاہیے وہ ان لوگوں کے لئے ہونا چاہئے۔ یہاں پر بات کر رہے تھے کہ ہم

نے غریب عوام کے لئے فنڈز مہیا کرنے ہیں تو میں اس بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہوں گا کہ ہمارے بڑے بزرگ کہا کرتے تھے کہ جس گھر میں ایک بھینس ہو اور جُھگا اس کا اپنا ہو وہ اللہ کے فضل سے بھوکا نہیں مرتا تو میں یہ کہنا چاہوں گا کہ شہر کے حوالے سے جو بھی ہوتا رہے لیکن گاؤں میں ایک family کو ایک بھینس لے کر دی جائے تو پھر اللہ کے فضل سے وہ غربت کی لکیر سے بہت اوپر آ جائیں گے۔ میری یہ تجویز ہے کہ گاؤں اور قصبوں میں جن لوگوں کو ہم نے سوشل ویلفیئر سے یا کسی بھی فنڈ سے امداد دینی ہے تو ان کو ایک ایک بھینس لے کر دے دی جائے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ میرے ملک اور پنجاب کے کسان جو سب سے زیادہ اس وقت گھن کی طرح پس رہے ہیں میں یہ کہنے میں عار نہیں سمجھتا کہ میرے پنجاب کا کسان جو سوداگروں کے گودام میں تو اپنی اجناس کے انبار لگا رہا ہے لیکن وہ خود دو وقت کی روٹی سے بھی تنگ ہے تو میں اس کے لئے یہ کہنا چاہوں گا کہ آج ہمیں کسان کے لئے سوچنا ہوگا کیونکہ اگر میرے ملک کا کسان خوشحال ہوگا، میرے ملک کا مزدور خوشحال ہوگا تو تب ہی میرا ملک خوشحال ہوگا اور ہمیں کسانوں کے چہروں پر روشنی لانی ہوگی، ہمیں مزدوروں کے چہروں پر روشنی لانی ہوگی جس سے میرا ملک روشن ہوگا۔

جناب سپیکر! میں آخر میں اپنے حلقہ کی تھوڑی سی بات کرنا چاہتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے جو ہمیں یہ وقت دیا ہے میں اس کے لئے آپ کا انتہائی شکر گزار ہوں۔ میرا حلقہ فیصل آباد ایک اربن ایریا ہے اس کے باوجود الحمد للہ میں کہنا چاہوں گا کہ 1993 اور 1997 میں جب میں یہاں پر ممبر تھا تو ہم نے اپنے تمام حلقے میں سوئی گیس کے مسائل کو ختم کر دیا تھا لیکن آج سیوریج بہت بڑا مسئلہ ہے، آج سڑکیں بہت بڑا مسئلہ ہے، آج سکولوں کی اپ گریڈیشن بہت بڑا مسئلہ ہے۔ میں یہاں پر یہ کہوں گا کہ میرے حلقے میں آدم چوک سے لے کر سبحان اللہ مسجد تک کی سڑک بہت ضروری ہے، ایم۔ سی مڈل سکول ریشاہ چوک سے لے کر جٹاں والا چوک تک اس سڑک میں جس کو پنجابی میں کہتے ہیں کہ " کتیاں نے رضائی پاڑی اے" اس سڑک کا یہ حال ہے۔ پھر کے بی سینما چوک سے منیر آباد اور میٹروپول سینما سے منیر آباد تک سڑک بہت خراب ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں اپنے فیصل آباد شہر میں گھنٹہ گھر کا ذکر کروں گا جو کہ فیصل آباد کی پہچان ہے، جو کہ فیصل آباد کی میراث ہے۔ ہمارے فیصل آباد میں اب تک کوئی بھی ایسا ادارہ نہیں بنا کہ جس نے فیصل آباد کی پہچان کروائی ہو۔ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ فیصل آباد میں گھنٹہ گھر کے ارد گرد basement بنائی جائے

جہاں پر لائبریری ہو۔ وہاں جب سے لائل پور بنا تھا اور آج تک کی تمام معلوماتی کتابیں موجود ہوں۔ وہاں پر میوزیم بھی ہو جس میں فیصل آباد کی پوری تاریخ ہو کہ یہ لائل پور سے چلتے چلتے فیصل آباد کیسے بنا۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمارے کچہری روڈ سے سیشن کورٹ تک جانے کے لئے جو کہ بہت rushing road ہے، جب وکلاء حضرات جاتے ہیں تو پھر دن میں ایک دو مرتبہ وہاں پر ایکسیڈنٹ ہوتے ہیں۔ میری تجویز یہ ہے کہ وہاں پر انڈر پاس دے دیا جائے تاکہ rushing hours میں ایکسیڈنٹ نہ ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں اپنے پی پی۔72 کے بارے میں یہ کہوں گا کہ جس میں سیوریج کے مسائل اتنے زیادہ ہیں کہ اگر اس بجٹ میں ان کو خصوصی پیکج دیا جائے تو یہ بہت بڑی عنایت ہو گی اور اس کے ساتھ آخر میں، میں اسی بات پر آپ سے اجازت چاہوں گا کہ ججوں کے بارے میں جو عزم میاں محمد نواز شریف کا تھا، یہی سب سے بڑی priority تھی یہ بات بھی روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ ہماری coalition پارٹی بھی، اگر یہ محسوس نہ کریں تو آہستہ آہستہ اس بات پر آ رہے ہیں۔ میری ان سے عملی گزارش ہے کہ آج پنجاب کے عوام اور پاکستان کے عوام جس کھلے دل کا مظاہرہ چاہتی ہے وہ ہمیں کرنا چاہئے ورنہ اگر میری قوم احساس محرومی میں چلی گئی تو پھر میں نہیں سمجھتا کہ آنے والے وقت میں وہ ہم پر کسی قسم کا اعتماد کریں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی کہنا چاہوں گا۔ عوام کی خوشحالی، تعلیمی سہولیات کے لئے ہمیں ہر دل میں زندگی اتارنی ہو گی تو پھر بقول شاعر کہ:

یا میرے گھر بھی چاند نہ اترے اسے کہو
یا اس نگر کے سارے دریچے اجاڑ دو

شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ کا بہت بہت شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ میں وزیر ایکسائز سے کہوں گا کہ وہ ہاؤس کی کارروائی کی طرف توجہ دیں۔ اب محترمہ نرگس پروین اعوان صاحبہ سے گزارش ہے کہ وہ بات کریں۔۔۔ وہ موجود نہیں ہیں۔ اب میں چودھری محمد طارق گجر صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ بات کریں۔

چودھری محمد طارق گجر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے ہمیں بھی بجٹ پر بولنے کا موقع دیا۔ میں آپ کے توسط سے وزیر خزانہ تنویر اشرف کائرہ اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو پنجاب میں ایک تاریخی بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد

پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اتنے مختصر وقت میں ایک اچھا، معیاری اور متوازن بجٹ پیش کیا جو کہ پنجاب کے عوام کی امنگوں کا آئینہ دار ہے۔ میں امن وامان کے حوالے سے سب سے پہلے بات کروں گا کہ امن وامان کسی بھی معاشرے کے لئے انتہائی اہم نکتہ ہوتا ہے۔ اس کے لئے میں وزیر اعلیٰ پنجاب اور صوبائی وزیر خزانہ کا خصوصی طور پر توجہ دینے پر شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے پنجاب میں امن و امان کے قیام کے لئے 30۔ارب 50 کروڑ روپے کی خطیر رقم مختص کی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ میں law enforcement agencies سے یہ توقع کرتا ہوں کہ جب ہم نے ان کو پنجاب میں امن وامان کی بہتری کے لئے اتنی خطیر رقم کا بجٹ دیا ہے تو وہ بھی اپنے فرائض مکمل لگن اور دلجمعی سے ادا کریں گے اور پنجاب کے عوام کو امن وامان کا تحفہ دیں گے تاکہ پنجاب کے عوام بھی سکھ اور چین کی نیند سو سکیں اور اپنے ملک میں عدم تحفظ کا شکار نہ ہوں اور پنجاب ایک مثالی صوبہ بن سکے۔

جناب سپیکر! امن وامان سے متعلقہ ہی میری ایک تجویز ہے کہ ہمارے پولیس ملازمین بھائی جو ہیں، ہر ادارے میں کام کرنے کے لئے کچھ وقت ہوتا ہے جیسا کہ آٹھ گھنٹے ہے لیکن اگر پنجاب میں وسائل کی کمی کی وجہ سے آٹھ گھنٹے ممکن نہیں ہیں تو آپ کے توسط سے صوبائی وزیر خزانہ سے میری گزارش ہے کہ پولیس ملازمین کی ڈیوٹی کے اوقات کار بھی متعین کئے جائیں۔ اگر آٹھ گھنٹے نہیں تو کم از کم ان کے لئے بارہ گھنٹے کی شفٹ لازمی کروائی جائے تاکہ وہ ذہنی طور پر زیادہ دلجمعی سے اور اچھے طریقے سے، لگن سے کوشش کر کے اپنے فرائض انجام دے سکیں کیونکہ ان کا بھی حق ہے کہ وہ بھی بارہ گھنٹے آرام کر سکیں۔

جناب والا! میں سب سے اہم شعبے صحت کی طرف آتا ہوں او رمیں جناب وزیر اعلیٰ پنجاب اور صوبائی وزیر خزانہ کا انتہائی مشکور ہوں کہ انہوں نے صحت کے شعبے کی طرف توجہ دیتے ہوئے 26۔ارب 10 کروڑ روپے کی خطیر رقم مختص کی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ میں میاں محمد شہباز شریف کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے پنجاب کے غریب عوام جو کہ گردوں کا علاج نہیں کروا سکتے۔ جو سلسلہ آمر حکومت نے ختم کیا تھا اس سلسلے کو صرف اس لئے ختم کیا گیا، ایک نیک کام کو اس وجہ سے ختم کیا گیا کہ اس میں میاں محمد نواز شریف کا نام آتا تھا میں سمجھتا ہوں کہ اس کو دوبارہ شروع کرنا عوام کے ساتھ، عوام دوستی کا ثبوت ہے۔ ڈائلسز سنٹر سے لوگوں کو انشاء اللہ تعالیٰ ماضی کی طرح ریلیف ملے گا۔

جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک اہم مسئلہ کی طرف بھی دلانا چاہتا ہوں چونکہ میرا تعلق گوجرانوالہ شہر سے ہے۔ گوجرانوالہ شہر کا سیوریج سسٹم انتہائی ناکارہ ہے۔ پینے کا صاف پانی بھی دستیاب نہیں ہے۔ وہاں پر اگر تھوڑی سی بارش بھی ہو جائے تو وہاں پر جوہڑ کا منظر پیش ہوتا ہے۔ اس وجہ سے لوگوں کو پینے کا صاف پانی میسر نہیں ہے۔ اس گندے پانی کی وجہ سے گوجرانولہ شہر کی کثیر تعداد ہیپاٹائٹس جیسے موذی مرض میں مبتلا ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر! میری آپ کی وساطت سے صوبائی وزیر خزانہ سے یہ گزارش ہے کہ وہ ہیپاٹائٹس کے مفت علاج کے لئے بھی ڈی۔ایچ۔کیو ہسپتال گوجرانوالہ میں انتظام کروائیں تاکہ غریب لوگ اپنا علاج کروا سکیں۔ کیونکہ ہیپاٹائٹس کے پی۔سی۔آر کے علاج کے لئے چار ہزار سے آٹھ ہزار روپے تک خرچ آتا ہے جو اس دور میں غریب آدمی کے لئے بالکل ناممکن ہے تو میری آپ سے گزارش ہے کہ جیسے وزیراعلیٰ پنجاب نے عوام دوستی کا ثبوت دیتے ہوئے ڈائلسز سنٹر کا دوبارہ اجراء کیا ہے تو اسی طرح میں چاہتا ہوں کہ بالخصوص بڑے شہروں میں ہیپاٹائٹس آج ایک بڑا مسئلہ اور بیماری کے طور پر سامنے آیا ہے اور میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ اس کے لئے بھی پنجاب بھر میں ڈویژنل ہیڈکوارٹرز سطح پر علیحدہ بلاک قائم کئے جائیں اور اس کے مفت علاج اور ویکسی نیشن کے لئے بھی رقم مختص کی جائے۔

جناب سپیکر! صحت کے حوالے سے ہی میں بات کروں گا۔ اس سے پہلے جتنے 7 ڈویژنل ہیڈکوارٹرز ہیں ان میں میڈیکل کالج بن چکے ہیں لیکن مجھے نہایت ہی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ گوجرانوالہ لاہور اور فیصل آباد کے بعد پاکستان کا ایک بڑا صنعتی شہر ہے اور ڈویژنل ہیڈکوارٹر ہے، یہاں پر پچھلے ادوار میں مکمل طور پر میڈیکل کالج کی سہولت کو نظرانداز کیا گیا تھا، میں وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اس بجٹ میں میڈیکل کالج کی منظوری کا اعلان کیا ہے لیکن میں وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ سے یہ گزارش کروں گا کہ اگر وزیراعلیٰ صاحب نے میڈیکل کالج کی منظوری دے دی ہے تو خدارا! اس بجٹ میں گوجرانوالہ کے میڈیکل کالج کے لئے بھی فنڈز مختص کئے جائیں کیونکہ یہ ہمارے گوجرانوالہ کے شہریوں کی دل کی آواز ہے۔

جناب والا! گوجرانوالہ شہر کو مسلسل 9 سال نظرانداز کیا گیا ہے۔ اس شہر کی سڑکوں کا حال دیکھ لیں، اس شہر کے شہریوں نے آج تک ہمیشہ آمریت کو مسترد کیا ہے۔ پچھلے ادوار میں بھی اور اس دور میں گوجرانوالہ شہر کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ انہوں نے ہمیشہ جمہوریت پسند پارٹیوں کو ہی

کامیاب کروایا ہے اور انہوں نے کسی آمر کا ساتھ نہیں دیا۔ گوجرانوالہ شہر کو جو سزا آمروں نے اپنے دور میں نظر انداز کرکے دی تھی آج اگر ایک جمہوری اور عوام دوست حکومت برسر اقتدار آئی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے گوجرانوالہ شہر کی محرومیوں کا بھی ازالہ ہونا چاہئے۔ اس کی سڑکیں بھی بننی چاہئیں، سیوریج سسٹم جو کہ بالکل ناکارہ ہو چکا ہے، میری وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ سے گزارش ہے کہ سیوریج سسٹم کو بھی درست کیا جائے۔ سڑکوں کو بھی درست کیا جائے۔ گوجرانوالہ میں سب سے اہم روڈ کا نام قائداعظم محمد علی جناح کے توسط سے جناح روڈ رکھا گیا ہے تو وہ کھنڈر کا منظر پیش کر رہی ہے۔ میری وزیر خزانہ صاحب سے یہ گزارش ہے کہ جناح روڈ، گوندلانوالہ روڈ اور خصوصاً گوجرانوالہ کے لئے سپیشل ترقیاتی پیکج کا اعلان کیا جائے کیونکہ اس سے پہلے وہاں ایک آمر صدر نے بھی آکر پیکج کا اعلان کیا تھا لیکن اس پر آج تک عملدرآمد نہیں ہو سکا۔ اس سے پہلے ایک لوٹا لیگ کے وزیر اعلیٰ نے بھی گوجرانوالہ میں 7۔ارب روپے کے پیکج کا اعلان کیا تھا لیکن آج تک وہاں پر اس پیکج میں سے ایک پائی بھی نہیں لگ سکی۔ میری وزیر خزانہ سے یہ گزارش ہے کہ آپ چیک کریں کہ وہ 7۔ارب کا پیکج کہاں گیا؟ چیک کریں کہ صدر پاکستان نے جو پیکج دیا تھا اس کی رقوم کہاں گئیں؟ میری آپ سے یہی گزارش ہے کہ گوجرانوالہ شہر کے مسائل کی طرف بھی توجہ دی جائے۔

جناب والا! تعلیم کا شعبہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے اور تعلیم کے بغیر کوئی قوم بھی ترقی نہیں کر سکتی تو میں وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ کا انتہائی مشکور ہوں کہ انہوں نے 30۔ارب 13 کروڑ روپے کی خطیر رقم تعلیم کے شعبہ کے لئے مختص کی ہے اور خاص طور پر ہمارے شہری طالبعلموں کے لئے سفر کی سہولتیں مہیا کرنے کے لئے ائیر کنڈیشنڈ بسوں کا اجرا کیا ہے جس پر میں ان کا شکر گزار ہوں اور ان کا یہ قدم طالب علم دوستی اور علم دوستی کے حوالے سے ہمیشہ یادگار رہے گا۔ اس کے علاوہ ماڈل سکول اور centre of excellence اور I.T Lab کے قیام کے لئے بھی میں وزیر اعلیٰ پنجاب کا انتہائی مشکور ہوں۔

جناب سپیکر! گوجرانوالہ کے حوالے سے میں وزیر خزانہ صاحب سے ایک گزارش کروں گا کہ یہ شہر جو کہ ایک ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہے جہاں پر ایک یونیورسٹی ہونی چاہئے تھی لیکن آج تک وہاں پر کوئی یونیورسٹی نہیں ہے۔ ہمارے شہر کے بچوں کو جو کہ اس قابل ہیں کہ انہیں گوجرانوالہ شہر میں ہی تعلیم کی سہولتیں میسر آئیں تو انہیں لاہور، سرگودھا، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور اور پنجاب کے مختلف

شہروں میں جانا پڑتا ہے تو میری وزیر خزانہ سے یہ گزارش ہے کہ ہمارے گوجرانوالہ شہر میں بھی کم از کم یونیورسٹی کے قیام کو عمل میں لایا جائے اوراس کے لئے بھی بجٹ میں رقم مختص کی جائے۔

جناب سپیکر! زراعت پاکستان کا سب سے اہم شعبہ ہے اوراس کی طرف توجہ دینے کی ہمیں دوسرے شعبوں سے سب سے زیادہ ضرورت ہے۔آج کل جو غذائی بحران ہمارے ملک میں اس وقت جاری ہے اس کو ہم صرف اور صرف زراعت کو ترقی دے کر ہی دور کر سکتے ہیں۔اس سلسلے میں زرعی شعبے کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔گرین ٹریکٹر سکیم کا اجراء میں سمجھتا ہوں کہ بہت اچھا اقدام ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ وزیر خزانہ سے یہ گزارش کروں گا کہ ٹریکٹروں کی ترسیل کے نظام کو بھی یقینی بنایا جائے کہیں یہ نہ ہو کہ 2006 میں جس آدمی کا ٹریکٹر نکلے اسے 2010 میں وہ ٹریکٹر ملے تو اس کی ترسیل کے نظام کو بھی یقینی بنایا جائے تاکہ جلد از جلد لوگوں کو ٹریکٹر کی فراہمی ہو سکے۔

جناب سپیکر! میں ایک تجویز زراعت کے حوالے سے پیش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ہمسایہ ملک بھارت کے صوبہ پنجاب میں کسانوں کے لئے بالکل مفت بجلی فراہم کی جاتی ہے تو اگر ہم غذائی کمی کو پورا کرنا چاہتے ہیں، اگر ہم زراعت کے شعبہ کی طرف توجہ دینا چاہتے ہیں تو میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ اگر اپنے پنجاب کے کسانوں کو 100 فیصد بجلی کے بل میں سبسڈی نہیں دے سکتے تو کم از کم 50 فیصد سبسڈی دینی چاہئے کیونکہ اس سے ہی ہماری زراعت ترقی کر سکتی ہے۔

جناب سپیکر! آخر میں صوبائی وزیر خزانہ سے یہ گزارش کروں گا کہ میرے گوجرانوالہ شہر کو بھی ان پانچ بڑے شہروں کی فہرست میں شامل کیا جائے جہاں 3۔ارب روپے کے سیوریج اور ڈرینج سسٹم کے لئے فنڈز رکھے گئے ہیں کیونکہ گوجرانوالہ کا سیوریج سسٹم بالکل flop ہو چکا ہے تو مہربانی کر کے پانچ بڑے شہروں میں گوجرانوالہ شہر کو بھی شامل کیا جائے۔

جناب سپیکر! وقت کی کمی کا مجھے بھی احساس ہے لیکن کیا کریں کہ گوجرانوالہ کی عوام 9 سال سے اپنے نمائندوں کی طرف دیکھ رہی ہے۔ 9 سال گوجرانوالہ کی عوام کو ان آمروں نے نظر انداز کیا ہے اس لئے اگر آج جمہوری دور آیا ہے، آج جمہوری حکومت آئی ہے، آج پنجاب میں عوامی وزیر اعلیٰ ہے، آج پنجاب میں عوامی وزیر خزانہ ہے تو ہمارا بھی جی چاہتا ہے کہ ہم اپنے شہر کے مسائل اپنے قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف اور صوبائی وزیر خزانہ کے ساتھ share کر سکیں تاکہ پنجاب کے

دوسرے شہروں کے ساتھ ساتھ گوجرانوالہ شہر میں بھی خوشحالی آئے اور اس کی محرومیاں بھی دور ہوسکیں۔ میں آپ کا انتہائی شکر گزار ہوں کہ آپ نے اتنے وقت سے نوازا۔ بڑی مہربانی۔ شکریہ

رانا تنویر احمد ناصر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا تنویر احمد ناصر: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے ایک request وزیر خزانہ سے کرنا چاہوں گا کہ جو ایم۔پی۔ایز یہاں پر ہاؤس میں debates سننے کے لئے موجود ہیں، incentive جاری کریں کہ جو شام تک موجود رہیں گے ان کے ڈویلپمنٹ فنڈ double کر دیئے جائیں گے اور جو یہاں پر موجود ہیں ان کے لئے آج پہلی قسط جاری کریں تاکہ یہاں پر کل بہت زیادہ rush ہو جائے۔ شکریہ

راؤ کاشف رحیم خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

راؤ کاشف رحیم خاں: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ کورم پورا نہیں ہے لہذا اس پر بھی توجہ دی جائے۔ یہ کوئی یونین کونسل نہیں ہے اس لئے کورم کا خیال رکھنا چاہئے اور بجٹ سیشن جو کہ بڑا احساس سیشن ہے اس لئے تمام ممبران کو پابند کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں رائے محمد اسلم صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ بات کریں۔

رائے محمد اسلم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے جناب تنویر اشرف کائرہ، وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور ان کی پوری کابینہ کو اس مشکل گھڑی میں اتنا متوازن، اچھا اور عوامی فلاح و بہبود کا بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں حالانکہ پچھلی حکومت نے وسائل کی بجائے مسائل ورثے میں چھوڑے تھے اس کے باوجود ان کی شب و روز کی کاوش اور محنت کے صلہ میں ہمیں اور پنجاب کے عوام کو اتنا اچھا بجٹ سننے اور دیکھنے میں نصیب ہوا۔ مختلف شعبوں میں جوڈیشری دیکھ لیں، تعلیم دیکھ لیں، صحت دیکھ لیں، ٹرانسپورٹ دیکھ لیں، لیبر دیکھ لیں یا باقی دیگر شعبوں کو دیکھ لیں ان میں بہت سے قابل تحسین اقدامات کئے گئے ہیں میں ان کے لئے خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ ماتحت عدلیہ کے لئے allowances دیکھ لیں کہ ان کے بنیادی pay scale کے تین حصہ کے برابر انہیں allowances دیئے گئے، تنخواہ دار طبقہ، ریٹائرڈ سرکاری ملازمین کی پنشن

اور تنخواہیں دیکھیں تو لگتا ہے کہ اتنے مشکل حالات میں اتنا اچھا بجٹ پیش کرنا ہمارے وزیر خزانہ کی صلاحیتوں کا اعتراف ہے۔اس کے ساتھ ساتھ کچھ معروضات ایسی بھی پیش کرنا چاہتا ہوں جو شاید جناب تنویر اشرف کائرہ صاحب کو اچھی نہ لگیں ان میں سب سے پہلی بات یہ ہے کہ ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے اپنی پہلی تقریر میں انصاف کا نعرہ لگایا تھا۔8 جون کو ان کا focus انصاف پر تھا لیکن ایک گزارش ضرور کروں گا کہ اتنے اچھے بجٹ میں صرف بڑے شہروں کو focus بنایا گیا ہے ایسے علاقے جو پہلے بھی پسماندہ تھے اب بھی انہیں نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ بڑے شہروں میں تو مزید ایک ہزار air conditioned بسیں چلانے کے لئے بھی فنڈز رکھ دیئے گئے ہیں۔ بڑے شہروں میں تو مزید نئے کالج اور یونیورسٹیاں قائم کرنے کے لئے بھی فنڈز رکھ دیئے گئے ہیں۔ بڑے شہروں میں تو بچوں کو تعلیمی مواقع دینے کے لئے بھی فنڈز رکھ دیئے گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رائے صاحب! میں ذرا آپ کی بات کو interrupt کروں گا۔ بات صرف اتنی سی ہے کہ اس House کو ہم نے قاعدے اور قوانین کے مطابق چلانا ہے۔آپ بیٹھیں میں ذرا بات مکمل کر لوں۔یہاں پر ہم سب کی یہ خواہش ہے کہ اس بجٹ پر ہماری زیادہ سے زیادہ input اور تجاویز آ سکیں۔وزیر خزانہ یہاں صرف آپ کی تجاویز نوٹ کرنے کے لئے بیٹھے ہیں اور ہماری اپوزیشن ممبر کی طرف سے بھی نشاندہی ہوئی اس کے بعد Minister صاحبان بھی یہاں بات سننے کے لئے بیٹھے ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ایک دوست کی طرف سے چونکہ اب کورم کی نشاندہی ہوئی ہے اور وہ چونکہ ریکارڈ کا حصہ بن گیا ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ ہم House کو rules and regulations کے مطابق چلائیں اور اس کے مطابق بڑا واضح ہے کہ جب کورم کی نشاندہی ہو جائے تو پھر سپیکر کو دیکھنا پڑتا ہے اس لئے اب میں سیکرٹری صاحب کو کہوں گا کہ وہ کورم کی گنتی کر لیں اگر کورم میں کمی ہو تو پھر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر کورم کی گنتی کی گئی)

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا تعلق مسلم لیگ (ن) سے ہے ویسے بڑے افسوس کا مقام ہے کہ ہم T.A/D.A لینے کے لئے پوری کوشش کرتے ہیں ایک پیسا بھی حکومت کے ذمے نہیں چھوڑتے۔علاقے کے لوگوں نے ہمیں صرف اس لئے ووٹ نہیں دیئے کہ ہم

ترقیاتی کاموں کے لئے فنڈز لیں۔ ہماری یہ بھی ڈیوٹی ہے کہ ہم یہاں آکر بجٹ پر اپنی تجاویز دیں اور قانون سازی میں حصہ لیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منڈا صاحب! میں آپ کی بات کاٹ رہا ہوں کیونکہ قاعدے اور قوانین کے مطابق چونکہ گنتی پوری نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر کورم کی نشاندہی پر 5 منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: دوبارہ گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: جیسے میں نے پہلے بات کی تھی کہ یہ پنجاب کی تاریخ کا ایک انتہائی اہم بجٹ ہے اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ پنجاب کی عوام کو خاص طور پر اس حکومت کے ساتھ بہت زیادہ امیدیں وابستہ ہیں اس لئے اس حکومت کی ایسی کارکردگی ہونی چاہیے کہ پنجاب کے عوام کو لگے کہ انھیں relief ملا ہے اور اس کے اندر آپ تمام معزز اراکین اسمبلی کا role بہت important ہے۔لہذا میری آپ سب سے اور خصوصاً کیبنٹ ممبرز سے درخواست ہے کہ کل جب ایوان کی کارروائی شروع ہو تو اس میں یہ make sure کریں کہ جتنی دیر کارروائی چلے گی ہم نے یہاں بیٹھ کر deliver کرنا ہے ہم نے یہاں سے ایک message دینا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

اس لئے کل ہاؤس کا آغاز اور اختتام اس طریقے سے کریں کہ پورے پنجاب کو ایک message جائے۔اب کورم کی نشاندہی کے بعد چونکہ ہاؤس میں مطلوبہ تعداد پوری نہیں ہے لہذا اب اجلاس جمعۃ المبارک مورخہ 20۔جون 2008 کو بوقت 9 بجے صبح تک ملتوی کیا جاتا ہے۔اس روز بھی سالانہ بجٹ پر عام بحث جاری رہے گی۔بجٹ پر عام بحث کے لئے 23۔جون 2008 تک کے دن مختص کئے گئے ہیں اور میں معزز ممبران سے پھر گزارش کروں گا کہ اپنی تعداد اور حاضری یہاں پر پوری رکھیں۔بہت شکریہ۔